

معاشرہ کا اہم مسئلہ

نیمہ

مؤلف

ناصر باقری بیدہندی

مترجم

حسن فیضی



۷۸۶
۹۲۱۱۰
یا صاحب الزماں اور کئی



لبیک یا حسینؑ

نذر عباس
خصوصی تعاون: رضوان رضوی

اسلامی کتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری -

SABEEL-E-SAKINA
Unit#8,

Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.

www.sabeelesakina.co.cc
sabeelesakina@gmail.com

www.ziaraat.com

NOT FOR COMMERCIAL USE

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرون ملک مقیم ہیں
مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں۔

منجانب۔

سبیل سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

معاشرہ کا اہم مسئلہ

یتیمی

مؤلف

ناصر باقری بیدہندی

مترجم

حسن فیضی

ناصر حسینی دیوبانی گجراتی

ASSOCIATION KHOJA
SHIA ITHNA ASHERI
JAMATE
MAYOTTE

ASSOCIATION KHOJ/
SHIA ITHNA ASHER
JAMATE
MAYOTTE

waqaf

Ce livre est offert par un bande khouda
pour les alims de Mayotte .
Veuillez réciter un soureh fateha
pour issale sawab de nos marhoumines.

વકફ

આ કીતાબ બદિખુદા તરફથી માયોત જમાત
ના આલીમ માટે વકફ કરવામાં આવેલ છે
લાભ લેનાર કુલ મરહુમીન માટે
એક સુર ફાતેહા પડવા ગુઆરીશ છે



انصاریان پبلیکیشنز

پوسٹ بکس نمبر ۱۸۷-۲۷۱۸۵

قلم جمہوری اسلامی ایران

ٹیلی فون نمبر ۷۴۱۷۷۷

مشخصات کتاب

نام کتاب	معاشرہ کا اہم مسئلہ یتیمی
مؤلف	ناصر باقری بیدہندی
مترجم	حسن فیضی
ناشر	انصاریان پبلیکیشنز، قلم، ایران
پریس	صدر قلم
پہلا ایڈیشن	ربیع الاول ۱۴۱۷ھ جولائی ۱۹۹۶ء
تعداد	۲۰۰۰

فہرست

صفحہ	مضامین
۴	اصدا
۵	مقدمہ
۱۹	یتیموں کی کفالت کرنے والی انجمنیں
۲۱	یتیم خانے اور ان کی تعمیرات
۲۷	یتیموں پر انفاق
۲۷	یتیموں کے مال کی حفاظت
۳۹	یتیموں کے سرپرست کی اجرت
۴۰	کفالت و ذمہ داری کا اختتام
۴۳	ہماری ذمہ داری یتیم کو مال دیتے وقت
۴۴	تنبیہ
۴۷	یتیم کی تربیت
۵۰	تنبیہ اور اس کے مرحلے
۵۳	محبت و مہربانی
۵۶	تربیح کی ممانعت
۵۸	یتیموں کے ساتھ نیکی اور احسان کرنا
۶۰	یتیموں کے ساتھ نیک برتاؤ
۶۶	امام خمینیؑ کی نیکی شہیدوں کے بچوں کے ساتھ
۶۶	یتیموں سے محبت کرنا
۶۹	یتیموں سے محبت و مہربانی کرنے کے طریقے

مقدمہ

اس مشینی زندگی کے دور میں قیمی «عام از این کہ بچ کے والد کا انتقال ہوا ہو یا ماں کی رحلت» معاشرہ کا اہم مسئلہ ہے کہ جس نے ماہرین نفسیات و اندیشیدان، علمائے تربیت اور معاشرے کے خیر اندیش افراد کو اپنی طرف توجہ کر لیا ہے اور ان سب کا نظریہ ہے کہ معاشرہ میں از قبیل فحشا، پسماندگی، خودشی (ایسے) مشکلات کا اضافہ کر دیا ہے۔ ان بے سرپرست اور آوارہ بچوں میں اور دوسری ناگفتہ بہ حرکتوں کو دیکھا جاسکتا ہے۔

اسلام نے جہاں فرد، فرد کی سعادت کو مورد توجہ قرار دیا ہے وہاں اس نے اس مسئلہ کا تذکرہ بھی قرآن مجید کی (۱۲۳) آیتوں میں کیا ہے اور پیغمبر اسلام و ائمہ معصومینؑ سے (نقل ہونے والی) جو حدیثیں ہم تک

۱۔ از جملہ سورہ بقرہ، آیت ۸۳-۷۲، سورہ نسا، آیت ۸-۱۰-۱۱-۱۲-۱۳، سورہ المائدہ، سورہ دھر، آیت ۵، سورہ انعام، آیت ۱۵۲، سورہ اسراء، آیت ۳۴-۳۵، سورہ حشر، آیت ۲۴، سورہ فجر، آیت ۲۴، سورہ ماعون، آیت ۲، سورہ کف، آیت ۸۴۔
۲۔ اگرچہ تیم واقعی میں پیردان ائمہ معصومینؑ بھی شامل ہیں جو امام زمانہ کے ساتھ

حضرت علیؑ کی عملی سیرت

۷۱

۷۵

۷۷

۷۹

۸۲

۸۴

۸۶

۸۷

۸۹

۹۰

۹۲

۹۳

۹۵

۹۷

۹۸

۱۰۰

۱۰۲

۱۰۳

۱۰۴

۱۰۵

۱۰۶

۱۰۸

۱۱۰

محبت میں افراط

قیموں کا احترام

تحصیل علم

حوصلہ افزائی اور تنبیہ

عذر قبول کرنا

قیموں کو ڈانٹنے کی ممانعت

قیموں کے لئے مناسب کام کا تعین

قیموں کی شادی

قیموں اور ان کے بزرگوں کے لئے دعا کرنا

روایات کی رو سے قیموں کی خدمت کے آثار

سرپرستوں کے لئے چند باتیں قابل توجہ ہیں

نیت عمل

خلوص عمل

عمل کو منت و احسان جتا کر برباد نہ کرو

محبوب اور موثر ترین وسائل کے ذریعہ قیموں کی مدد کرو

قیموں پر ظلم کرنے سے پرہیز کرو

دوسروں کی تشویش

عجب اور خود پسندی سے اجتناب

قیموں کو خوار کرنے سے اجتناب کرو

مشکلات میں فراخ دلی سے کام لینا چاہیئے

راہی برضا اور خندہ پیشانی سے اقدام کرو۔ قیموں کے مال کو لالچ کی نگاہ سے نہ دیکھو

اہم مصادر و مأخذ

پہنچی ہیں، ان میں یتیموں کے سرپرستوں اور ان کی ذمہ داریوں کی طرف اشارہ کیا ہے، اور اسی طرح اسلام نے حکومت اسلامی کو بھی اس محروم و نادار طبقہ کی طرف متوجہ کیا ہے اور اس مشکل کے لئے صحیح راستوں کو مد نظر رکھا ہے۔ اسلام نے یتیموں کے سرپرستوں کی جزا بھی معین کی ہے اور ہر ایک مسلمان کو یتیم بچوں کی سرپرستی اور نگہداری کی وصیت کی ہے۔

اس کتابچے میں میں نے اختصار کے ساتھ یتیموں اور شہیدوں کی نسل کے بارے میں اسلام کے نقطہ نظر سے لوگوں کی ذمہ داری کیا ہے کی تحقیق کی ہے۔

خدا نے متعال کا لاکھ لاکھ شکر کہ اس نے کوتاہ مدت میں مجھے یہ کتابچہ لکھنے کی توفیق مرحمت فرمائی، معزز قارئین سے گزارش ہے کہ اگر مطالعہ کے دینا کوئی خامی یا کسی چیز کی کمی و بیشی نظر آئے تو اس سے مجھے آگاہ فرمائیں تاکہ دوسرے ایڈیشن میں اس کی اصلاح کر سکوں کیوں انسان سے غلطی ہو سکتی ہے مگر یہ کہ خدا کسی کو اپنے لطف و کرامت سے سہو و نسیان سے محفوظ رکھے۔

ناصر باقری بیدہندی

۱۵ رمضان المبارک ۱۴۰۹ھ

عاطفت اور ان کے وجود کی برکتوں سے محروم ہیں اور ان کو سرپرست بنایا گیا ہے لیکن اس مقالہ میں ہماری بحث یتیمان آل محمد سے نہیں ہے بلکہ اس میں ہم ان یتیموں کے حالات کا جائزہ لیں گے جن کے والدین کا انتقال ہو گیا ہو، ان یتیموں کے سلسلہ میں جو حدیثیں وارد ہوئی ہیں ان کو نیز المیزان کے صفحہ ۱۹ پر تفسیر برہان جلد ۱۲، بحار الانوار جلد ۳۵، لؤلؤ البصائر کا المیزان کے صفحہ ۲۰ پر ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہرزمانے میں اور ہر جگہ بچوں کا ایک گروہ والد کے مرجانے یا والد کے فوت ہو جانے سے یا ان دونوں کے انتقال سے اس محبت سے محروم ہو جاتا ہے کہ جس کا وہ اس کسنی میں (فطری طور پر) محتاج ہے۔ جس معاشرے میں خورد سال بچے یتیم ہوں وہ اس معاشرہ کے افراد کے لئے سنگین مسائل پیدا کر دیتے ہیں، بالخصوص اس وقت کہ جب ان بچوں کے باپ جہاد یا کسی بلند پایہ مقصد کے حصول میں شہید ہو گئے ہوں۔ اگر قوم یتیموں کی کثیر تعداد

۷۱ -

«عبد اللہ بن عمرو یقول سمعت رسول اللہ یقول:

کلکم راعٍ وکلکم مسئول عن رعیۃ، الامام راعٍ و مسئول

عن رعیۃ والرجل راعٍ و اہلہ و ہم مسئول عن رعیۃ

والمرأۃ راعیۃ فی البیت زوجہا و مسئولۃ عن رعیۃھا و

الخادم راعٍ فی مال سید و مسئول عن رعیۃ، قال حبیب

ان قد قال والرجل فی مال اہلہ و مسئول عن رعیۃ و کلکم

راعٍ و مسئول عن رعیۃ» صحیح بخاری بشرح الکرمانی جز سادس ص ۱۶۷

سے بے توجہی کرے گی اور ان کو ان کی تقدیر کے سپرد کر دے گی تو ان یتیم بچوں کے اندر جو اخلاقی صلاحیت تھی اس کو بھی مفقود کر دے گی اور پھر ان کے لئے بے راہروی کا دروازہ کھلا رہے گا، اور پھر معاشرہ میں یہ فرد معطل اور ناکارہ ہو کر ایک فسادى انسان میں بدل جائے گی کہ جس کا معاشرہ پر بہت برا اثر پڑے گا، لیکن اگر انہیں عقل، بہنرستی اور اجتماعی ادارے اپنی زیر نگرانی ان کی تربیت کریں یا معاشرہ کے افراد ان کی کفالت کریں اور ان سے اپنے بچوں ایسا سکھ کریں، ان کی تربیت میں زحمات برداشت کرتے ہوئے ان کی جسمانی اور روحانی ضروریات کو پورا کریں۔ تو یتیم بھی نیک خو لوگوں کے سایہ محبت میں رہتے ہوئے اپنے والدین کی موت کے غم کو بھول جائے گا اور وہ بھی اپنی زندگی میں نشاط و مسرت دیکھ سکے گا اور آئندہ معاشرہ کے لئے بھی نیکو کار ثابت ہوگا

۷۰ اشاعہ مشربہ میں بھی ملاحظہ فرمائیں۔

ارشاد رسول اکرمؐ ہے: تم میں سے ہر ایک ذمہ دار اور اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہے، امام محافظ ہے اور رعیت کے بارے میں جواب دہ ہے، مرد اپنے خاندان کا نگہبان اور اپنی رعیت کا جواب دہ، عورت اپنے شوہر کے گھر کی پاسبان اور اپنی رعیت کے متعلق جواب دہ غلام اپنے آقا کے مال کا رکوالا اور اپنی رعیت کا مسئول دامن عمر کہتے ہیں کہ مجھے یاد آتا ہے کہ، اپنے فرمایا میں اپنے والد کے گھر کا نگہبان اور اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ اور تم میں سے ہر ایک ذمہ دار اور اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہے

لہذا مسلمانوں اور یتیموں کے وابستگان و سرپرست لوگوں کا (ان کی ماں و اقربانہ ہونے کی صورت میں حکومت اسلامی کا وظیفہ ہے کہ ان کی کفالت و سرپرستی قبول کرے۔

یتیموں کی سرپرستی میں اخروی اجر کے علاوہ دنیوی فوائد بھی ہیں اسی طرح اگر ان پر توجہ نہ رکھی جائے تو دونوں جہاں کی عقوبت بھی نصیب ہوگی، ہم کو اس مسئولیت کی ادائیگی میں مہمک ہو جانا چاہیئے اور یتیموں کا حق اسی طرح ادا کرنا چاہیئے جس طرح اسلام کہتا ہے۔

اس سلسلے میں بطور نمونہ چند حدیثیں ملاحظہ فرمائیں

① ارشاد رسول اکرمؐ ہے:

»من کفل یتیمًا و کفل نفقته کنت انا و هو فی الجنة کھاتین علیہ

جو شخص یتیم کا سرپرست یا اس کی کفالت کا ذمہ دار ہو تو میں اور وہ جنت میں ان دو انگلیوں کی طرح ہوں گے (اس وقت آپؐ نے انگشت شہادت اور انگشت وسطیٰ کو بلند کیا)

② حدیث سرور کائناتؐ ہے:

»من ضم یتیمًا لہ و لغيرہ حتی یغنیہ اللہ عنہ

وجبت له الجنة، ۱

جو شخص اپنے خاندانی اور غیر خاندانی یتیموں کی پرورش کرے یہاں تک کہ خدا (اس یتیم کو) سرپرستی سے بے نیاز کر دے تو خداوند عالم پرورش کرنے والے پر جنت واجب کر دیتا ہے۔

⑤ آنحضرت کا ارشاد ہے :

”من عال یتیمًا حتیٰ یستغنی عنہ ۴ وجب اللہ عز وجل

لہ بن الذلک الجنة کما وجب لاکل مال الیتیم الناس، ۵

جو شخص کسی یتیم کی پرورش و سرپرستی اس کے بلوغ تک کرے اور وہ یتیم کے مراحل کو طے کرے تو خداوند عالم جس طرح مال یتیم کو (غصب کرے) کھانے والے پر جہنم واجب کر دیتا ہے اسی طرح یتیم کی پرورش کرنے والے پر جنت واجب کرتا ہے۔

⑥ رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا :

”من عال ثلاثہ من الایتام کان کمن قام لیلہ صام

۱۔ نیج الفصاحتہ کلام ۳/۳۰۳ ص ۳۷۷۔

۲۔ بعض روایتوں میں حتیٰ یبلغ کھنیا آیا ہے۔

۳۔ بحار الانوار جلد ۲۵ ص ۷۷ کتاب العرہ۔ قصار المجمع جلد ۲ ص ۲۲۵، امالی شیخ طوسی ص ۳۲

ونصارہ۔ وغدا ۱ و ۲ ح قاصرہ سیفہ فی سبیل اللہ وکنت

انا وھو فی الجنة ۲ خون کھاتین اختان و الصق اصعیر

السبابة و الوسطی، ۳

جو شخص یتیموں کی کفالت کرے تو وہ ایسے شخص کے مانند ہے جس نے راتوں کو عبادت اور دنوں کو روزہ میں گزارا ہو اور شمشیر سے جہاد کیا ہو بہشت میں وہ اور میں دو بھائیوں کی طرح رہیں گے جس طرح — یہ انگشت شہادت اور انگشت وسطیٰ ہیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص یتیموں کی کفالت و سرپرستی کرتا ہے وہ پیامبرؐ کی پسندیدہ راہ پر گامزن ہوتا ہے اور حضور سرور کائنات بھی اس پر عمل پیرا رہے ہیں اور یتیم کے کفیل نے سنت رسولؐ پر عمل کیا ہے کہ جو آخرت میں آنحضرتؐ کے ساتھ مشور ہونے کا سبب بنا۔

⑤ ”من کفل یتیمًا من المسلمین فادخلہ الی طعامہ وشربہ

ادخلہ اللہ الجنة البتہ، ۱

۴۔ الترغیب والترہیب ص ۳۶۸۔ کنز العمال جلد ۱۵ ص ۱۷۷۔

۵۔ مستدرک الوسائل جلد ۱ ص ۱۳۸۔

جو شخص یتیم کا کفیل ہوا اور اس کو اپنے کھانے پینے میں شریک کرے۔ یقیناً خداوند عالم اس کو جنت میں داخل کرے گا۔
مولائے کائنات علی ابن ابی طالب سے بھی اس سلسلہ میں مختلف احادیث منقول ہیں۔

① حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے :

”کافل الیتیم والمسکین عند اللہ من المکرمین“
یتیم و مسکین کی کفالت کرنے والا خدا کے نزدیک محترم و باعزت ہے۔

② ”کافل الیتیم اثر اللہ سبحانه“

یتیم کا سرپرست اللہ کا برگزیدہ بندہ ہے۔

جس وقت بچہ کے والدین اس کو داغ جدائی دے جاتے ہیں تو وہ دوسروں سے مدد کے خواستگار ہوتے ہیں، لیکن اس محبت میں کون سا نیکو کاری کا جذبہ کارفرما ہونا چاہیے؟ یہ جذبہ بہت ہی کم لوگوں میں پایا جاتا ہے اور یہ محبت برگزیدہ افراد ہی کے قلب میں مخزون ہے۔
پیامبر اکرمؐ نے علی ابن ابی طالبؑ سے ارشاد فرمایا:

۱۔ ما و فرزند ان مام ۳۔

۲۔ غرر الحکم جلد ۲ ص ۵۵۔

”یا علیؑ من کفلی یتیمًا نفقته بما له حق یستغنی وجبت له الجنة البتہ“

یا علیؑ جو شخص یتیم کی پرورش و کفالت کرے اس وقت تک کہ وہ (یتیم) بے نیاز ہو جائے، یقیناً اس پر جنت واجب ہو جاتی ہے۔

یہ ہمارے دینی و مذہبی پیشواؤں کی گفتار کے چند زندہ نمونے تھے کہ جو لوگوں کیلئے یتیم اور یتیم کی کفالت کی تعلیم کا باب ہیں۔ یاد رہے کہ دین اسلام سماج کے تکامل اور ایک دوسرے کی مفلسی کے دور کرنے کا دین ہے اسلام محرومین کی طرف خاص نظر رکھتا ہے، بالخصوص ان محرومین کی طرف نظر عنایت زیادہ رکھتا ہے کہ جو سرپرستی کے محتاج ہیں۔ اس خاص عنایت و توجہ کی وجہ یہ ہے کہ اس قسم کے افراد زیادہ تر دوسروں کے ہاتھوں کی کھپتلی بنے رہتے ہیں اور مختلف مقامات پر ایک دوسرے کے کام آتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ فقر ایک جہت سے صحیح تربیت کا نہ ہونا جو کہ صرف سرپرست کی وجہ سے ہو سکتی ہے، جمود و عدم ترقی کا باعث ہے اور یہ جمود و ناداری بہت بڑی محرومی کا نام ہے کہ جو انحراف و کبیدگی کو وجود بخشی ہے۔ اور اس قسم کے افراد کو ہر طرح کے نظام و سیاست کو قبول کرنے پر آمادہ کرتی ہے۔ یہ لوگ مادی و روحانی ناداری کی وجہ سے ہر معاشرہ

۱۔ غرر الحکم جلد ۱ ص ۵۵ و جلد ۲ ص ۵۵۔

میں استعمار کا ہتھکنڈہ بن جاتے ہیں۔ لہذا اسلام اس نامناسب اور انحرافی
اوضاع «جو کہ خسارہ کا وسیع میدان ہے» کو ختم و سمار کرنے کے لئے ان
کی سرپرستی و کفالت کا حکم دیتا ہے۔ اور کثیر الاطلاع و با فہم لوگوں کو ان
کی سرپرستی کے لئے تشویق دلاتا ہے۔

یہ اسلامی و عمومی وظائف کا ایک جز ہے جس کو ہر معاشرہ اور اسلام
کے ہر فرقہ میں ہونا چاہیئے۔ یہی نہیں بلکہ تمام مذاہب میں اس امر پر خاص توجہ
رہنا چاہیئے۔ یتیم اس سلسلہ میں سب سے زیادہ ضرورت مند ہے جس کی طرف
اسلام نے دوسروں سے زیادہ اپنی نظر مرکوز کی ہے۔ یتیم کی تعلیم و تربیت
اور سرپرستی ہونا چاہیئے تاکہ دوسرے لوگ بھی اس کی قوت و فکر سے فائدہ
اٹھا سکیں۔ یتیموں کی سرپرستی کے سلسلے میں بہت سے احکام و قوانین بیان
کئے گئے ہیں، جس کی اہمیت کا اندازہ قرآن کی آیتوں اور بزرگوں کی منقولہ
احادیث سے لگایا جاسکتا ہے۔ ہم دینی رہبروں اور پیشواؤں کی سیرت کو
 واضح و روشن کرنے کے لئے دو واقعات نقل کرتے ہیں۔

پہلا واقعہ :

یہ واقعہ رسول سے متعلق ہے۔ آپ بہت سے نادار لوگوں کے کفیل تھے

اس کے باوجود یتیم کی سرپرستی کرتے تھے، اور جس وقت دسترخوان پر غذا
تناول فرماتے اس کو بھی اپنے ساتھ بٹھاتے تاکہ وہ بھی غذا تناول کرے۔ کچھ
دنوں کے بعد یتیم کا انتقال ہو گیا، شام کو جب کھانے کا وقت آیا تو پیامبر نے
غذا تناول کرنے سے انکار کیا اور برابر اس کے مرنے پر افسوس کرتے
رہے۔ اصحاب نے عرض کی : آپ اس یتیم کے فوت ہو جانے سے اس
قدر مغموم کیوں ہیں، ہم لوگ اس کی جگہ دوسرا یتیم لے آئیں گے آپ اس کی
پرورش کر لیئے گا۔

پیامبر نے فرمایا : چونکہ یہ بد اخلاق تھا اور میں اس کی بد اخلاقی کو برداشت
کرتا تھا اس کے نتیجہ میں مجھ کو اس کی سرپرستی سے جو ثواب نصیب ہوتا تھا وہ
دوسرے یتیم کی سرپرستی سے حاصل نہیں ہو گا یا

دوسرا واقعہ

امام محمد باقر علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں میرے پدر بزرگوار مدینے کے
تتمفل خانہ داریوں کی کفالت و حفاظت کرتے تھے، اور ان کی دلی خواہش
یہ ہوتی تھی کہ ان کے دسترخوان پر یتیم، مفلس، بیمار اور حاجت مند کہ جن کا
کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے آئیں اور اپنے ہاتھوں سے ان لوگوں تک غذا

پہنچائیں۔ اور جو بیوی بچے والے تھے اس دسترخوان سے اپنے اہل و عیال کے لئے بھی غذا لے جاتے تھے۔

پھر میں اس بات کی تاکید کرتا ہوں کہ یتیموں کی تربیت کا بہترین ذریعہ خاندانہ ہے اس لئے گھر میں محبت و مہربانی اور قلم و ضبط پایا جاتا ہے۔ اور ہمارے عکس العمل بھی اس میں راہ اعتدال پر ہوتے ہیں۔

یتیموں کے سلسلہ میں یہ نکتہ بھی قابل ذکر ہے کہ یتیم کا بھی دوسرے بچوں کی طرح کوئی ہو جس کو وہ ماں باپ کہہ کر پکار سکے اور مشکلات میں اس کے کام آسکے اور وہ محبت و مہربانی کرنے والے کے نہ ہونے سے جو کمی واقع ہوتی ہے اس کا حیران کر سکے۔

تاریخ کے اوراق پر یہ بات ثبت ہے کہ بصرہ کے قریب ایک گنگار اور خائن آدمی کا انتقال ہوا اس کی تشیع جنازہ کے لئے کوئی بھی حاضر نہ ہوا اس کی بیوی نے اس کا جنازہ اٹھانے کے لئے کچھ لوگوں کو اجرت پر بلایا۔ ان لوگوں نے جب غسل و کفن دیا تو پھر کوئی شخص اس پر نماز پڑھنے کے لئے تیار نہ ہوا، خلاف توقع ایک زاہد و عابد کو دیکھا گیا کہ راستہ میں کھڑا ہو کر جنازہ کا انتظار کر رہا ہے۔ جب جنازہ کو اس کے پاس لائے تو اس زاہد نے جنازہ

پر نماز پڑھی اور لوگوں سے تشیع جنازہ کی درخواست کی لوگوں نے تعجب خیز انداز میں اس کا سبب دریافت کیا تو اس نے جواب دیا: عالم رویا میں مجھے حکم دیا گیا ہے میں اس عمل کو انجام دوں اور اس کے جنازہ پر دو رکعت کے ساتھ صرف اس کی بیوی ہے نماز پڑھوں اس لئے کہ اس کو بخش دیا گیا ہے۔

زاہد نے مردہ انسان کے حالات کو اس کی بیوی سے پوچھا اس نے جواب دیا میرا شوہر دن رات شراب و کباب میں گزارتا تھا۔ زاہد نے سوال کیا: کوئی نیک کام بھی انجام دیتا تھا؟ عورت نے جواب دیا جی ہاں تین کام کرتا تھا۔

اول: یہ کہ جب شراب کی مستی سے افاقہ پاتا تھا تو روتا تھا اور کہتا تھا خداوند! مجھ کو دوزخ کے کس طبقہ میں جگہ دے گا؟
دوم: یہ کہ اپنے لباس کو تبدیل کرتا تھا اور غسل و وضو کرتا تھا اور نماز بجالاتا تھا۔

سوم: یہ کہ اپنے گھر کو دو یا تین یتیم سے کبھی خالی نہیں رکھتا تھا۔ اور یتیموں کے ساتھ جس محبت و مہربانی کا برتاؤ کرتا تھا اپنے بچوں کے ساتھ اتنی محبت و مہربانی کا سلوک نہیں کرتا تھا۔

چنانچہ جو لوگ یتیموں کی سرپرستی کرتے ہیں (خواہ اپنے ہوں یا غیر) اور ان کے ساتھ محبت و مہربانی اور نرمی سے پیش آتے ہیں اپنے بچوں کی طرح ان کی تربیت کرتے ہیں باوجودیکہ ان کی آمدنی اور ذرائع معاش بھی ٹھیک نہیں ہیں کہ جس کی وجہ سے خرچ کو پورا کر سکتے ہوں یا یہ کہ مالی حالت کمزور ہے جس کے سبب وہ یتیم کے تمام اخراجات اور وہ امور جو اس کی تربیت و تدریسی و حفظان صحت وغیرہ سے متعلق ہیں پورا نہیں کر سکتے تو ایسے حالات میں قرآن کریم حکم دیتا ہے کہ ایمان دار اشخاص اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے ان کا مالی تعاون کریں تاکہ وہ لوگ سرپرستی کر سکیں، چنانچہ قرآن کہتا ہے:

«وَاتُوا الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ»

اور اس کی الفت میں اپنا مال قریبداروں، یتیموں اور محتاجوں میں صرف کرے۔

بعض لوگوں نے کہا ہے کہ مال یتیموں کو دیا جائے۔ بعض نے کہا ہے ان کے سرپرست کو دیا جائے اس لئے کہ جو سوجھ بوجھ نہیں رکھتے ان کو مال دینا صحیح نہیں ہے۔

دوسری آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

«قُلْ مَا أَنفَقْتُ مِنْ خَيْرٍ فَلِلَّهِ وَالَّذِينَ هُمُ الْمُقَرَّبُونَ
وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ»

(تم انہیں) جو اب دو کہ تم اپنی نیک کمائی سے جو کچھ خرچ کرو (وہ تمہارے) ماں باپ اور قرابت داروں اور محتاجوں کا حق ہے۔

یتیموں کی کفالت کر نیوالی انجمنیں

آج کل مسلمانوں کو شخصی کاموں پر قناعت نہیں کرنا چاہیئے۔ کتنی اچھی بات ہے کہ بعض علاقوں میں یتیموں کی سرپرستی کو اجتماعی طور پر اچھے اور نیکو کار اور ائمہ طہرین کی سیرت پر عمل کرنے والے افراد نے مالی، تہذیبی، تربیتی... اعتبار سے یتیموں کے امور و اخراجات کی ذمہ داری سنبھالی ہے۔ تاکہ وہ پسماندہ اور ترقی کی راہوں سے آگاہ نہ ہونے کی وجہ سے سماج پر بار نہ بن جائیں۔

خوش قسمتی سے انجمنیں یتیموں کی امداد کے سلسلہ میں بہت ہی احتیاط اور

دینی وظیفہ سمجھتے ہوئے ان کے امور کو انجام دیتی ہیں یہاں تک کہ تیموں کے پڑوسی اور رشتہ دار بھی انجمن کی اس امداد کا احساس نہیں کر پاتے۔ اس کا ایک زندہ نمونہ ایران کے علاوہ بیروت میں ہے۔ وہ انجمن تیموں، غریبوں محتاجوں اور ان کے اخراجات کو پورا کرتی ہے۔ جس کی بنیاد آیت اللہ سید محسن امین صاحب (صاحب کتاب گرفتار عیان الشیعہ) نے ڈالی تھی۔ اور بعض موجودہ مراجع نے بھی اس طرف توجہ فرمائی ہے جیسے آیت اللہ العظمیٰ گلپایگانی کے توسط سے ایران میں "انجمن تکفل و سرپرستی ایتام" قائم ہے جس کے مونس جناب آیت اللہ شیخ مرتضیٰ حائری یزدی مرحوم (رضوان اللہ) ہیں۔ اس انجمن کے جلسہ گشتی طور پر ہفتہ میں ایک بار شہر علم و اجتہاد "قم المقدس" میں منعقد ہوتا ہے، اس کے ذریعہ بہت زیادہ خدمات انجام دیئے گئے ہیں۔ اور یہ امداد کا طریقہ اتنی باریکی اور دقت کے ساتھ انجام پاتا ہے کہ بچوں کو کسی طرح احساس کا موقع نہیں ملتا کہ یہ سب کہاں سے آتا ہے اور کون کون حضرات ہیں جو ان کی مدد کرتے ہیں۔ مگر یہ کہ جب وہ اپنے پیروں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور تمام لوگوں کی طرح معاشرہ و سماج میں زندگی بسر کرنے لگتے ہیں تو وہ بھی ادارے کی بجان و دل مدد کرتے ہیں۔ ہم پر لازم ہے کہ ہم

علی ابن ابی طالبؑ کے اس نورانی قول کو عملی جامہ پہنائیں۔ آپ فرماتے ہیں:

«انما یتیم خیراً فاعینوا علیہ»

جب تم کار خیر کرنے والوں کو دیکھو تو ان کی مدد کرو

یتیم خانے اور ان کی تعمیرات

دانشمند خطیب جناب فلسفی صاحب تحریر فرماتے ہیں:

"یتیم ایک انسان ہے کہ جس کے روحانی و شخصی کمالات کو ہر پہلو سے زندہ رکھنا چاہیے، یتیم کو بھی اسی طرح تمام لوازمات اور محبت و آداب سے بہرہ مند ہونا چاہیے، جس طرح بچہ اپنے ماں باپ کی تربیت و نوازش و آداب سے بہرہ مند ہوتا ہے۔ یتیم کسی کو سفند کی طرح تو نہیں ہے کہ صبح اپنے جھنڈ کے ساتھ چراگاہ میں جائے اور شام کو پلٹ آئے۔ وہ ایک انسان ہے غذا کی فراہمی اور جسم کی نشوونما کے ساتھ ساتھ روحانی کمالات و نفس کی کیفیت اور ارتقا کی منزلوں پر فائز ہونے کی بھی نمنار رکھتا ہے۔"

مناسب ہوگا کہ ہم یہاں پر ان کی پرورش گاہ اور دارالاقامہ کے سلسلہ میں کچھ چیزیں قلم بند کریں، اگرچہ دارالاقامہ کا بنانا ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے قابل قبول ہے اور دارالاقامہ کا بنانا عبادت میں محسوب ہوتا ہے۔ لیکن حتی الامکان لوگوں کو کوشش کرنا چاہیے کہ یتیم بچوں کو بالخصوص وہ بچے جو شہداء کی یادگار ہیں، ان کی تربیت و پرورش اپنے گھر میں کریں، اور ماں باپ کی طرح ان سے محبت کریں ان سے ایسی محبت سے پیش آئے جس طرح اپنے بچوں کے ساتھ محبت و نرمی سے پیش آتے ہیں۔ جو کچھ خود دکھاتے ہیں ان کو بھی کھلائیں۔ اس لئے کہ محبت و مہربانی میں کمی کرنے سے درجات میں بھی کمی ہوتی ہے اور (ان کی غذا میں) برکمی مالی و اقتصادی کمی سے خطرناک اور مضر ثابت ہوتی ہے۔

بھی وجہ ہے کہ پیامبر نے حکومت اسلامی کے ہوتے ہوئے بھی یتیم خانے کی تاسیس نہیں کی جب کہ خود رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

”خیر مینکم بیت فیہ یتیم فحسبکم ۱۰ الیہ وشر مینکم بیت

یساء ۱۰ الیہ، ۱۱

۱ - خانوادہ درقرآن از ڈاکٹر احمد ہشتی ص ۳۵۸ - تربیت نسل شہید ص ۱۳۱ -

۲ - اصول کافی جلد ۱ ص ۱۳۲، مستدرک الوسائل جلد ۱ ص ۱۳۸، مینموم مشکوٰۃ الانوار ص ۱۳۲ -

المواظع العدد ۱۰، الفصاحت ص ۳۱۲، المحمۃ البیضاء جلد ۲ ص ۲۲۲ پر بھی ہے۔

تم لوگوں میں بہترین گھراس کا ہے جس کے گھر میں یتیم ہو اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے اور بدترین گھراس کا ہے جس کے گھر میں یتیم ہو اور اس کے ساتھ برا سلوک کیا جائے۔

جیسا کہ مرحوم علامہ شیخ محمود شلتوتؒ (متوفی ۱۳۸۶ھ) فرماتے ہیں:

”ملت ایک گھر کے حکم میں ہے اور بدترین ملت وہ ہے جو یتیموں کے کاموں کی انجام دہی کے سلسلہ میں لاپرواہی سے کام لے۔“

جناب ڈاکٹر احمد ہشتی صاحبؒ ”درماں بزرگی“ اور مذکورہ حدیث کے ذیل میں رقمطراز ہیں:

”یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ بچے کو اپنے گھر میں رکھیں اور اس کے ساتھ محبت و مہربانی اور احسان سے پیش نہ آئیں؟ کیا یتیموں کے ساتھ محبت و مہربانی سے پیش آئے کا سب سے بہترین راستہ بیواؤں سے ازدواج کرنے کا علاوہ اور کچھ ہے؟ اس راستہ پر عمل کر کے بہترین گھر تشکیل دیا جاسکتا ہے اور بدتر گھر بھی تشکیل

۱ - برائل سنت کے بہت بڑے عالم گنہگار ہیں اور شیعوں کے بارے میں اچھا نظر رکھتے تھے اور کہا کہ اگر کوئی اہل سنت و جماعت پر عمل کرے تو مجزی ہے۔

۲ - من توجیہات الاسلام

دیا جاسکتا ہے۔ ہاں اچھا گھر وہ ہے کہ جو گھریلو اور بیواؤں کا گھر
وہ دوائی اور پناہ گاہ ہو، افسردہ اور پڑ مردہ دلوں کی تہاؤں کا مرکز
ہے، ان کو مایوسی، افسردگی، پڑ مردگی کی راہوں سے نکال کر خوشحالی
خیر سگالی اور ترقی کی راہوں پر گامزن کرے تو اس گھر کو بہترین گھر
میں شمار کیا جائے گا۔

جو عورتیں بیوہ ہو گئی ہیں انہیں معلوم ہونا چاہیے "جیسا کہ جناب ڈاکٹر علی قاسمی
صاحب کہتے ہیں:

۱۔ ہمسر کی موت یا شہادت کا مطلب یہ نہیں کہ زندگی کا خاتمہ ہو گیا
اور وہ ایسی تلخ و مایوسی کی زندگی گزاریں کہ جس کو اسلام صحیح اور درست
نہیں سمجھتا۔ خاص طور پر وہ ان عورتوں کو کہ جو اپنے کو سختیوں میں رکھنا
چاہتی ہیں اور مشکلات و محرومیت کو برداشت کرتی ہیں اور اپنی فطرت
خواہشات کو دبا کر رکھنا چاہتی ہیں کہ جو انسانی نسل کی بقا کا موجب ہے
یہ اسلام کے نقطہ نظر سے صحیح نہیں ہے

اسلام کہتا ہے کہ سرمایہ حیات و عمر کو سود مند کی راہ میں صرف
کیا جائے اور تلخیوں کی زندگی سے اپنے آپ کو محفوظ رکھا جائے۔

خانوادہ کی تشکیل کوئی جرم تو نہیں ہے جس کی وجہ سے انسان کی لغت
و ملامت کی جائے اور مورد سرزنش قرار پائے یا اس کے اوپر یہ حکم
لگایا جائے کہ فلاں بے وقاف ہے۔ یہ (شادی، ایک انسانی فریضہ ہے
مگر اس میں اسلامی قوانین کی رعایت کی جائے۔ اور اس سلسلہ میں
جاہلوں کی ملامت کو نظر انداز کر دینا چاہیے۔

لیکن شادی کے لئے یہ شرط بھی کر دیں کہ بچے ہمارے ساتھ رہیں گے
اور جو شخص اس شرط کے بغیر ازدواج کا خواہاں ہو وہ ہمسری کی یافت و صلحیت
نہیں رکھتا۔ ایسے موقع پر بہتر ہے کہ بچوں کی سرپرستی کو ازدواج پر ترجیح دی
جائے جس کی وجہ سے آپ اجر عظیم کے مستحق قرار پائیں گے۔
پیامبر اکرم افضل الانبیاء کا ارشاد ہے:

"انا وامرأتہ سفعاء الحزین یوم القیامۃ لانا
اول من یفتح باب الجنة الا الی امرأتہ تبادر فی فاقول
لھما اللع ومن انت بہ فتقول انا وامرأتہ قعدت
علی ایستار لی

میں اور وہ عورت کہ جس کا شوہر فوت ہو گیا ہو اور اس نے اپنے جمال و جوانی سے یتیموں کی سرپرستی کے سبب چشم پوشی کی ہو روز قیامت — انگشت شہادت اور انگشت وسطیٰ کی طرح ہوں گے، اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھولوں گا، ناگہاں میری نظر ایک عورت پر پڑے گی کہ وہ مجھ سے پہلے وارد بہشت ہوگی۔ میں اس سے معلوم کروں گا کہ تم کون ہو اور کس عمل کی وجہ سے تم کو یہ مرتبہ حاصل ہوا؟ وہ جواب دے گی کہ میں وہ عورت ہوں کہ اپنے یتیم بچوں کی پرورش کی خاطر بیٹھی رہی اور رنج و مصیبت کو برداشت کرتی رہی۔

دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا ہے :

«ثَلَاثَةٌ فِي ظِلِّ الْعَرْشِ : مَنْ وَصَلَ الرَّحِمَ ، وَامْرَأَةٌ مَاتَتْ نَذِيحًا وَتَرَجَى يَتِيمًا وَلَمْ تَقْرُوجْ وَرَجُلٌ اطْعَمَ الْمَسْكِينَ وَالْأَسَارَى ۖ»

تین قسم کے لوگ رحمت الہی کے سایہ میں ہوں گے :-

۱۔ جو شخص صلہ رحم کرے۔ ۲۔ جس عورت کا شوہر انتقال کر گیا ہو

۱۔ - المواظظ العددیہ ص ۷۷، اور یہی مفہوم روایت پنج الفصاحت ص ۲۱۸ پر بھی آیا ہے۔

اور وہ اپنے یتیم بچوں کی تربیت کی خاطر شادی نہ کرے۔ ۳۔ جو شخص فقرا و مساکین کو کھانا کھلائے۔

مذکورہ باتوں سے یہ نتیجہ حاصل ہوتا ہے کہ اگر لوگوں کے دینی جذبات مستحکم ہوں اور متمول ثروت مند افراد اپنے دینی فریضہ کو اچھی طرح انجام دیں تو یقیناً معاشرہ اسلامی یتیموں، جلاوطنوں، اور بچوں کے مشکلات کو حل کر کے راہ راست پر لگا سکتا ہے اور اس طرح — بڑھتے ہوئے جرائم کم ہو جائیں گے اور لوگ تباہی و بربادی کے اس عظیم سیلاب سے محفوظ رہیں گے۔ یہی نہیں بلکہ دنیا و آخرت کے درجات عالیہ و درجہ سعادت پر بھی فائز ہوں گے۔

یتیموں پر انفاق

قرآن کریم نے مختلف انداز میں یتیموں پر انفاق کا حکم دیا ہے اور مسلمانوں کو یتیموں کی مالی ضروریات کو پورا کرنے اور دیکھ بھال کرنے کا بھی حکم دیا ہے۔ جیسا کہ مذکورہ بحث میں بعض آیتوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے سورہ بقرہ کی آیت ۱۷۷ اور آیت ۱۷۵ میں اور اس کے علاوہ کچھ آیتوں کا ہم یہاں مزید تذکرہ کرتے ہیں :-

الف: وَيَطْعَمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مَسْكِينًا وَيَتِيمًا

اسیراً، ۱۔

اور اس کی محبت میں محتاج اور اسیر کو کھانا کھلاتے ہیں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

جناب فاطمہؑ نے جو کے آٹے سے کچھ روٹیاں پکائیں، جس وقت سب کھانے کے لئے بیٹھے، ایک مسکین نے آواز دی (رحمکواللہ، خدا آپ پر رحم کرے) آپ میری مدد کر بن۔ حضرت علیؑ اپنی جگہ سے اٹھے اور تہائی غذا اس کے حوالہ کر دی، تھوڑی دیر بعد ایک یتیم آیا اس نے مدد کا سوال کیا۔ حضرت علیؑ نے ایک تہائی غذا اس کو دے دی۔ تیسری مرتبہ تھوڑی ہی دیر کے بعد ایک اسیر آیا اور مدد چاہی، حضرت علیؑ نے باقی غذا اس کو دے دی اور آپؑ کچھ تناول نہ فرمایا۔ اس وقت یہ آریہ کریمہ نازل ہوئی۔ اس کے بعد حضرت علیؑ نے فرمایا:

جو مومن رضائے خدا کے لئے اس کام کو انجام دے گا۔ وہ بھی اس

آریہ کریمہ کا مصداق قرار پائے گا۔

ب:- قرآن کریم یتیموں کی مدد کرنے کے سلسلہ میں فرماتا ہے کہ ایسے حالات میں کہ جب قحط پڑا ہو یتیموں کی مدد کریں۔

۱۔ سورہ دہر آیت ۵۔

۲۔ تفسیر مجمع البیان جلد ۵ ص ۴۵۔

۱۰ اطعام فی یوم ذی سبغۃ یتیمًا ذی مقربہ، ۱۔

بھوک کے دن رشتہ دار یتیم یا خاکسار محتاج کو کھانا کھلانا

ج:- "ووجدك عائلاً فاغنى" ۲۔

خداوند عالم رسول اکرمؐ کو مخاطب کر کے ارشاد فرماتا ہے:

اور تم کو تنگ دست دیکھ کر (ہم نے) غنی کر دیا۔

قرآن حکم دیتا ہے کہ جس وقت ترکہ میت کو تقسیم کرو یا وصیت کرو اگر خاندان میں کوئی یتیم ہو تو اس کو بھی کچھ حصہ دے دو اگرچہ وہ وارث نہ بھی ہو۔

د:- "وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُو الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينُ فَارْزُقُوهُمْ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَعْرُوفًا" ۳۔

اور جب (ترکہ کی) تقسیم کے وقت (وہ) قرابت دار (جن کا کوئی حصہ نہیں) اور یتیم بچے اور محتاج آجائیں تو ان کو بھی کچھ اس میں سے دے دو اور ان سے اچھی طرح (شائستہ عنوان سے) بات کرو۔

۱۔ سورہ بلد آیت ۱۵ و ۱۶۔

۲۔ سورہ فطی آیت ۵۔

۳۔ سورہ نساء آیت ۸۔

اس آیت کے سلسلے میں مفسرین کے درمیان اختلاف ہے کہ یہ آیت
شرک کی تقسیم سے مربوط ہے کہ یموں کا خیال رکھا جائے یا وصیت
سے مربوط ہے۔ اس وقت ہم کو دینی پیشواؤں کی سیرت کا بھی جائزہ
لینا چاہیے۔

پیامبر اکرمؐ کے ایک صحابی نے نقل کیا ہے کہ ہم لوگ آنحضرتؐ کی
خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ایک بچہ آیا اور کہنے لگا میں اور میری
ایک یم بہن ہے۔ میری ماں بیوہ ہے۔ خداوند عالم نے جو غذائیں آپؐ کو
عطا کی ہیں، ہم کو ان میں سے کچھ عطا کریں تاکہ خداوند عالم آپؐ کو اور زیادہ
عطا کرے اور آپؐ خوشحال رہیں۔

آنحضرتؐ نے فرمایا اے بچے تم نے بہت اچھی بات کہی ہے۔ اس کے
بعد رسول اکرمؐ نے بلال کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا، ہمارے گھر جاؤ اور
جو کچھ ہے اسے لے آؤ۔ بلال آنحضرتؐ کے گھر گئے اور اکیس خرے لے کر
واپس ہوئے۔ پیغمبرؐ نے ارشاد فرمایا: سات خرے تمہارے لئے، سات
خرے تمہاری خواہر کے لئے اور سات خرے تمہاری ماں کے لئے
میں۔۔۔۔۔

۱۔ - مجمع البیان جلد ۵ ص ۵۵ - تفسیر نمونہ جلد ۲ ص ۱۱۳ -

« وجد علی ظہر الحسین بن علی یوم الطفۃ اثر
فسألوا زین العابدین من ذلک فقال: هذا
ماکان یقتل الجواب علی ظہرہ الی منازل الارامل
والیتامی والمساکین » ۱

روز عاشورہ سید الشہداء علیہ السلام کی پشت پر ایک نشان
دیکھا گیا، جو واقعہ کربلا سے متعلق نہیں تھا۔ امام زین العابدین
علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ یہ کس چیز کا نشان ہے۔ آپؑ
نے فرمایا: یہ اس بار کا نشان ہے کہ جس کو میرے پدر بزرگوار
اپنی پشت پر لاد کر یموں، بیواؤں اور ضرورت مندوں کے
گھروں تک پہنچانے تھے۔

البتہ یہ تمام گزارشات ان یموں کے متعلق ہے جو کہ خور و سالی کی
زندگی گزارتے ہیں اور ان کی اقتصادی حالت اچھی نہیں ہوتی۔ لیکن
وہ جس وقت بڑے ہو جائیں تو ان کو کوئی نہ کوئی فن و حرفت سیکھ کر
اپنی اقتصادی حالت کو سنوار کر مستحکم بنانا چاہیے تاکہ خود کفیل
ہو جائیں۔

۱۔ - مناقب ابن شہر آشوب جلد ۱ ص ۱۵۱ -

یتیموں کے مال کی حفاظت

حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے :
 ”بئس الوزر لكل مال الا یتام“

یتیموں کا مال کھانا بہت بڑا گناہ ہے ۔

یتیم کے سرپرست اور اس کے اموال و جائداد کے ذمہ دار کو کیسا ہونا چاہیے اور اس کی ذمہ داری کیا ہے ۔

قرآن مجید کا ارشاد ہے :

”ولا تقر بوا مال الیتیم الا بالحقی ہی احسن حتی یبلغ أشده یرا“

اور یتیم جب جوانی کو پہنچے اس کے قریب بھی نہ جانا مگر اس طرح پر

کہ (یتیم کے حق میں) بہتر ہو ۔

نہ صرف یہ کہ نہ کھائیں بلکہ ان کے اموال کے محافظ رہیں ۔

اگر یتیم ثروت مند ہو تو چونکہ وہ اپنے اموال و جائداد کی حفاظت کرنے

سے قاصر ہے لہذا وہ اپنے اموال میں بھی تصرف نہیں کر سکتا تو یتیموں کے سرپرست ان کے اموال کو بھی ان کو نہیں دیں گے ، بلکہ ان کے اموال کو اپنے اختیار میں رکھیں

گے اور تباہی و بربادی سے محفوظ رکھیں گے اور ایسی جگہ رکھیں گے جس سے مال میں اضافہ و منافع ہو سکے اور یتیم کے بالغ و عاقل اور روشن فکر ہونے کے بعد کہ جب وہ اپنے معاملات کو سمجھنے اور کسب معاش میں کام کرنے لگے تو اس کا پورا کا پورا مال اور جو کچھ بھی منافع ہوا ہے بے کم و کاست یتیم کے سپرد کر دیا جائے گا ۔

ان (سرپرستوں) کو چاہیے کہ یتیموں کے مال و ثروت میں بے جا تصرف نہ کریں اور نہ ہی ان کے بہترین اموال کو دھوکے بازی و مکاری سے اپنے خراب مال سے بدلیں ۔

اس لئے کہ یتیموں کا مال کھانا گناہ کبیرہ ہے جیسا کہ حضرت رسول اکرمؐ، امیر المومنین و حضرات امام کاظم و امام رضا اور امام جواد علیہم السلام نے ان کے اموال کے کھانے کو گناہ کبیرہ کہا ہے ۔

یہ ایسا گناہ ہے کہ جس کے بارے میں خداوند عالم نے خوف ناک عذاب کی خبر دی ہے ، چنانچہ ارشاد فرماتا ہے :

”ان الذین یاکلون اموال الیتامی ظلماً انما یرزقون فی“

۱۔ - وسائل الشیوع جلد ۱۱ صفحات ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸ - بحار الانوار جلد ۲۷

۵۔ - سفینۃ البحار ج ۲ ص ۳۱ -

۱۔ - سورہ اسراء آیت ۳۲ - سورہ انعام آیت ۱۵۲ بعینہ یہی جملہ بغیر کسی کمی اور زیادتی کے آیا ہے

بطونهم ناراً ومیصلون سعيراً ۱۔

جو لوگ یتیموں کے مال چٹ کر جایا کرتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں بس انگارے بھرتے ہیں اور عنقریب واصل جہنم ہوں گے۔
ایک ظالم و ستمگر حاکم جو کہ اس مذکورہ آیت کریمہ سے متاثر ہوا اور اپنے ارادے سے باز رہا۔

اس کا واقعہ اس طرح ہے :

حاکم نے اپنا آدمی ایک ایمان دار شخص کے پاس بھیجا کہ جو میت کا وصی اور (چند) یتیم بچوں کا سرپرست تھا، آدمی نے حاکم کا پیغام پہنچایا "میں نے سنا ہے کہ فلاں شخص کا انتقال ہو گیا ہے اور اس نے ایک ہزار دینار نقد چھوڑے ہیں دو ٹکو دینار اس میں سے مجھے قرض دے دو، وصی نے سونے کی دو تھیلیاں یتیم کے دامن میں رکھ کر حاکم کے پاس بھیج دیا اور حاکم کے پاس ایک خط بھی لکھا، جس کا مضمون یہ تھا: "دینار اس یتیم کے ہیں تم خود اس بچہ سے لو اور اسی کو روز قیامت دینا، مجھ سے کوئی مطلب نہیں ہے۔"

حاکم بھی اہل مطالعہ اور سمجھدار تھا اس خط کو پڑھتے ہی مذکورہ آیت شریفہ (سورہ نساء آیت ۸) کا مطلب اس کے ذہن میں آیا اور خدائے جبار کی تہدید

سے خوف زدہ ہو کر رونے لگا۔

اس یتیم بچے سے پوچھا: پڑھنے جاتے ہو؟
بچے نے جواب دیا: جی ہاں۔
حاکم نے پوچھا: کیا پڑھتے ہو؟ بچہ نے کہا: قرآن۔
پھر پوچھا: حفظ بھی کرتے ہو؟ یتیم نے کہا جی ہاں۔
حاکم نے کہا: پڑھو دیکھو کس طرح یاد کرتے ہو!
بچے نے پڑھنا شروع کیا :

«اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم
و لا تقربوا مال الیتیم الا بالاتیھی احسن»

یتیم کے مال کے پاس بھی ہرگز نہ جاؤ مگر یہ کہ (یتیم کے حق میں) بہتر ہو۔
حاکم بے اختیار ہو کر رونے لگا اور کہا "قول خدا کی مخالفت نہیں کروں گا، اور کیدہ کو ہاتھ بھی نہیں لگایا، اور ایک خلعت یتیم کو دے کر واپس کر دیا اور ایک خلعت وصی و سرپرست کے لئے بھی ارسال کیا۔ ۱۔

ایک حدیث میں امام محمد باقر علیہ السلام یا امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک شخص نے سوال کیا؟ جہنم کی سزا کس قدر مال یتیم کے غضب کرنے

”وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ إِلَىٰ أَمْوَالِكُمْ أَتَمْنَوْنَ أَلَّا يُغْنِيَكُمْ اللَّهُ بِالذَّلِيلِ“
اور ان کے مال کو اپنے مالوں میں ملا کر نہ کھاؤ کیونکہ یہ
بہت بڑا گناہ ہے۔

اس آیت میں ان لوگوں کو کہ جو نیم کے پسندیدہ قیمتی اور اچھے ماں کو ہڑپ کر لیتے ہیں، خداوند عالم ان لوگوں کی تہدید و انداز کرتا ہے۔ اور فرماتا ہے۔

”وَأَكْتَوِيكُمْ أَيْ لَا تَقْبَلُوا خَبِيثَاتِ الطَّيِّبِ“
اور یتیموں کو ان کے مال دے دو اور بری چیز (مال حرام) کو
بھلی چیز (مال حلال) کے بدلے میں نہ لو۔

اور اس سلسلے میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں۔ جو تفسیر کی حد تک پہنچی ہوئی ہیں۔

ع ۱ - تفسیر برهان ذیل سورۃ النساء آیت ۷۸ تفسیر نمودہ جلد ۳ ص ۲۸۲ منقول از تفسیر برهان

۲ - سورہ نساء آیت ۳ - ۴ - سورہ نساء آیت ۲ -

امام محمد باقر علیہ السلام نے رسول اکرمؐ سے نقل کیا ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا:
 ”روز قیامت کچھ لوگ قبر سے اس حال میں اٹھیں گے کہ ان کے
 منہ سے انگارے نکل رہے ہوں گے۔ آنحضرتؐ سے سوال کیا کہ
 یہ کون لوگ ہوں گے؟ پیغمبرؐ نے فرمایا: جو لوگ ظلم و جور سے
 یمینوں کا مال کھاتے ہیں۔“

دوسری حدیث میں رسول اکرم ارشاد فرماتے ہیں :

«ان كل مال اليتيم من الكبار التي وعد الله
عليها النار» ٥٠

یتیم کے مال کا کھانا ان بڑے گناہوں میں سے ہے جس کے اوپر خداوند عالم نے دوزخ کا وعدہ کیا ہے۔

امام رضا علیہ السلام نے یتیم کے مال کو کھانے کی حرمت کا سبب
اس طرح ارشاد فرمایا ہے:

ع ۱ - ایسی بعض روایتیں بحار الانوار، جلد ۲۷، ضابطہ جلد ۹، ص ۳۴۶، جلد ۲۷، ص ۳۴۷ - بیچ الفصاحت

حدیث ۲۵۴۲ - تحف العقول ص ۲۱۵ - فروغ کافی جلد ۵ میں موجود ہے ۔

۲ - سفینۃ البحار جلد ۲ ص ۳۱ - بحار الانوار جلد ۲ ص ۵ -

”حرم اللہ اکل مال الیتیم ظلماً لعلل کثیرۃ من وجوہ
الفساد۔ اوّل ذلک انتہا اذا اکل الانسان مال الیتیم
ظلماً فقد امان علی قتله۔ اذا الیتیم غیر مستغن ولا محتمل
لنفسه ولا قائم علیہم بشأنه (اولا علیہم بشأنه غل) و
لالہ من یقوم علیہ ویکفیه کقیام والدیہ فاذا اکل
مال فکافئۃ قدر قتله وصبرۃ الی الفقر والفاقة“۔

یعنی خداوند عالم نے مال یتیم کو ظلم و جور کے ساتھ کھانے کو
چند اسباب کی بنا پر حرام کیا ہے۔ اول یہ کہ جس وقت کوئی
مال یتیم کو ظلم و جور سے کھاتا ہے گویا اس کے قتل میں مدد کرتا ہے
اس لئے کہ یتیم اس کی احتیاج رکھتا ہے اور اپنے پیروں پر نہیں کھڑا
ہو سکتا، اور اپنے امور کی انجام دہی میں اتنا ہوشیار بھی نہیں
ہے، اور نہ کوئی ہے جو اس کے امور کو انجام دے لہذا ایسے
شخص کے مال کو کھانا گویا اس کو قتل کرنا ہے اور اس کو
فقر و فاقہ کے راستے پر لگا دینا ہے۔

۱۔ علل الشرائع ص ۳۸۔ میراث الاثر ص ۳۴۔ الدرر اللامعہ ص ۲۰۲۔ عیون ص ۲۴۔
عقاب الاعمال ص ۲۳۲۔ تفسیر میاشی جلد ۱ ص ۲۲۲۔ تفسیر قمی جلد ۱ ص ۱۳۸۔ ثواب الاعمال و عقابہا ص ۵۔

یتیموں کے سرپرست کی اجرت

یتیموں کا سرپرست اگر غنی اور مالدار ہو تو اسے فی سبیل اللہ اس کے
امور کو انجام دینا چاہیے۔ لیکن اگر محتاج ہو تو جائز ہے کہ یتیم کے لئے
جو امور انجام دے رہا ہے تو اس کی اجرت لے سکتا ہے۔ لیکن
یہ اجرت، اجرت المثل ہے یا باندازہ کفایت، بضرورت حاجت یا ان دونوں
سے کمتر، اس سلسلہ میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے۔

قرآن کہتا ہے:

”ومن کان غنیاً فلیستعفف ومن کان فقیراً

فلیاکل بالمعروف“۔

اور جو (دولی یا سرپرست) دولت مند ہو تو وہ (مال یتیم اپنے معروف
میں لانے سے) بچتا رہے اور (ہاں) جو محتاج ہو وہ البتہ (واجباً و جہی)
دستور کے مطابق کھا سکتا ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

۱۔ سورہ نساء آیت ۷۔

جو شخص مال یتیم کی حفاظت کا ذمہ دار ہے اور محتاج ہے اس کے باوجود اپنے تمام اوقات کو یتیم کے مال کی حفاظت اور ان کی جمع آوری میں صرف کرتا ہے یہاں تک کہ حفاظت ہی کی غرض سے اس کے مزرعہ (کھیتی فارم) میں سکونت اختیار کرتا ہے تو وہ اپنے خرچ کے مطابق یتیم کے مال میں سے لے سکتا ہے لیکن اگر تمام وقت یتیم کے مال کی حفاظت میں نہیں صرف کرتا تو وہ اپنی زندگی کے اخراجات کے لئے یتیم کے مال میں سے کچھ بھی نہیں لے سکتا۔

— یہی مطلب دوسری حدیث میں اس طرح آیا ہے:-

چنانچہ سرپرست یتیم کے سارا وقت یتیم کے اسلاف و جائیداد کی حفاظت میں گزر جاتا ہے اور اس کو کام کرنے کا موقع نہیں ملتا کہ جس سے وہ اپنی روزی کا بندوبست کرے تو (ایسا شخص) اپنی زندگی کے اخراجات کے لئے کچھ مال یتیم سے لے سکتا ہے۔ لیکن اگر یتیم کا سرمایہ نقد روپیہ، پیسہ ہو کہ جس کو محفوظ جگہ پر رکھا جاسکتا ہے تو اس صورت میں یتیم سے تھوڑی چیز بھی لینے کا حق نہیں رکھتا۔

کفالت و ذمہ داری کا اختتام

عن الصادق:

”القطاع یتیم الیتیم بالاحتلام وصور مشدہ، وان احتلم ولم یؤنس منه رشدہ وکان سفیماً وضعیفاً فلیسلح عنه ولیہ مالہ“

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

یتیموں کی یتیمی بالغ ہونے کے بعد ختم ہو جاتی ہے کہ جس کے بعد وہ اپنے کام انجام دے سکتا ہے لیکن اگر بالغ ہونے کے بعد اس کی روشن فکری ثابت نہ ہو بلکہ سفید و ضعیف العقل ہو تو اس کے ولی و سرپرست پر لازم ہے کہ وہ اموال کی حفاظت اسی طرح کرتا رہے (جیسے پہلے کرتا تھا)۔

رسول اکرمؐ کا ارشاد ہے: ”لا یتیم بعد حلم“ بالغ ہونے کے بعد یتیم نہیں ہے۔ دوسری حدیث میں رسول اکرمؐ کا ارشاد ہے:

”یا علی! لا رضاع بعد فطام ولا یتیم بعد احتلام“

۱۔ وسائل جلد ۲ ص ۵۵ عقد البیع باب ۱۲ جلد ۲ ص ۲۶۸۔

۲۔ اثنی عشریہ ص ۱۵۰ المواعظ العددیہ ص ۱۲۔

۳۔ من لایحضرہ الفقیہ جلد ۲ ص ۲۶۰۔ وسائل جلد ۲ ص ۳۲۔

۱۔ بحار الانوار جلد ۵ ص ۹، جلد ۲ ص ۵۔

یا علیؑ، بچہ (دو سال کے بعد) شیر خوا نہیں ہے اور بالغ ہونے کے بعد یتیم نہیں ہے۔

یتیم کے اموال کی حفاظت اس وقت تک ضروری ہے جب تک کہ وہ بالغ نہ ہو جائے، لیکن جب وہ بالغ ہو جائے تو (اس کو) آزمائے کہ وہ اپنے مال کی حفاظت اور اس کا صحیح استعمال کر سکتا ہے یا نہیں، اگر کر سکتا ہے تو سرپرست کی سرپرستی ختم ہو جاتی ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہوا ہے:

«وَابْتَغُوا الْيَتَامَىٰ حَقًّا وَابْغُوا لِلنَّكَاحِ فَإِنَّهُ يَنْفَعُكُمْ

رَشَدًا أَفَادَفَعُوا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ» ۱۔

اور یتیموں کو کاروبار میں لگائے رکھو یہاں تک کہ شادی کے قابل ہوں پھر (اس وقت) تم انہیں (ایک مہینہ کا خرچ ان کے ہاتھ سے کراؤ) اگر ہوشیار پاؤ تو ان کا مال ان کے حوالے کر دو۔

یتیم کی آزمائش اس طرح کرنا چاہیے کہ کچھ روپیہ وغیرہ اس کے حوالہ کر دیں تاکہ اس سے تجارت، خرید و فروخت کرے اور خود اس کی نگرانی کرتے رہیں۔ اگر وہ اس آزمائش میں کامیاب ہو جائے تو اس کے مال کو اس کے

سرپرست کو دیا جائے اور اگر کامیاب نہ ہو تو تربیت و پرورش کر کے اس کو ماہر بنایا جائے۔

دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

«وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ

أَشُدَّهُ وَافُوا الْكَيْلَ» ۱۔

اور یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ لیکن اس طریقہ پر کہ (اس کے حق میں) بہتر ہو۔ یہاں تک کہ وہ جوان ہو جائے اور انصاف کے ساتھ ناپ اور تول کیا کرو۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف حد بلوغ تک پہنچ جانا کافی نہیں ہے بلکہ روشن فکری اور ثروت و مال میں صحیح استفادہ و تصرف بھی شرط ہے۔ یہ ایک جامع اور ٹھوس قانون ہے۔ اس قانون کی رعایت وصی و سرپرست اور یتیم کے کفیل وغیرہ کو کرنا چاہیے۔

ہماری ذمہ داری یتیم کو مال دیتے وقت

اب جب کہ یتیم (جسمانی و فکری لحاظ سے) کامل اور ہوشیار ہو گیا تو قرآن کا

فرمان ہے کہ جس وقت یتیم کا مال اس کے حوالہ کریں تو اس وقت احتیاط و تدبیر کو فراموش نہیں کرنا چاہیے بلکہ کچھ گواہوں کو مقرر کرنا چاہیے اور اس کے بعد ان کو مال دیا جائے تاکہ چوری یا مال کی حفاظت میں کوتاہی کا الزام و اتہام خود سرپرست پر نہ آنے پائے۔

ارشاد خداوند عالم ہے :

«فَاِذَا دَفَعْتُمْ اليْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَمْشَوْا عَلٰى اَعْيُنِكُمْ حَتّٰى يَبْلُغُوْا اَمْوَالَهُمْ»
پس جب ان کے مال ان کے حوالے کرنے لگو تو لوگوں کو گواہ بنالو اور (یوں تو) حساب لینے کو خدا کافی ہے۔

تنبیہ

اگرچہ اموال یتیم کی حفاظت کا رخیر میں شمار ہوتی ہے۔ پھر بھی یہ ذمہ داری ان لوگوں کو قبول کرنا چاہیے جو کہ اپنے کو امانت کے معاملہ میں امین سمجھتے ہوں اور مال کی حفاظت و اصلاح میں ماہر ہوں۔

رسول اکرمؐ نے ابوذرؓ سے ارشاد فرمایا :

«يَا اَبَا ذَرٍّ اِنِّىْ اَحْبَبْتُ لَكَ مَا اَحْبَبْتُ لِنَفْسِىْ، اِنِّىْ اَرَاكَ

ضعيفًا فَلَاقَا مَرْثًا عَلٰى اَثْنَيْنِ وَلَا تَوَلَّيْنَا مَالَ الْيَتِيْمِ»
اے ابوذر جو کچھ میں اپنے لئے پسند کرتا ہوں وہی تمہارے لئے بھی پسند کرتا ہوں، اور جو چیز اپنے لئے دوست رکھتا ہوں تمہارے لئے بھی دوست رکھتا ہوں، میں تم کو کمزور و ناتواں پاتا ہوں پس تم دو آدمیوں پر کبھی حکومت نہ کرنا اور مال یتیم کے گھبانہ و سرپرست نہ ہونا۔
البتہ اس تنبیہ کا موجب یہ نہیں ہونا چاہیے کہ جو اپنے اندر سرپرستی و کفالت کی صلاحیت دیکھتے ہیں وہ بھی اس ذمہ داری سے کنارہ کش ہو جائیں۔
قرآن کریم میں ارشاد ہو رہا ہے :

«يَسْتَلُوْذِكْ عَنِ الْيَتٰمٰى قُلْ اَصْلَاحٌ لِّهٖمْ خَيْرٌ»

(اے رسولؐ) آپ سے لوگ یتیموں کے بارے میں سوال کرتے ہیں، آپ (ان سے) کہہ دیں کہ ان کے کاموں کی اصلاح و درستی بہتر ہے۔
سورہ اسراء کی آیت ۱۷ اور سورہ نساء کی آیت ۵ کے شان نزول میں ذکر ہے کہ جس میں مسلمانوں کو یتیموں کے اموال کی حفاظت اور ان کے مال کو کھانے سے پرہیز کرنے کا حکم دیا گیا ہے، آیا ہے کہ کچھ لوگوں نے یتیموں کی سرپرستی و

۱۔ امالی شیخ طوسی ۳۹۴ -

۲۔ سورہ بقرہ آیت ۲۲ -

۱۔ سورہ نساء آیت ۶ -

کفالت کو ترک کر دیا تھا اور بعض لوگوں نے یتیموں کو اپنے گھروں سے نکال دیا تھا اور بعض لوگوں نے یتیموں کو اپنے گھروں سے باہر نہیں کیا تھا لیکن اپنا کھانا پینا ان سے الگ کر لیا تھا اور وہ کھانا ان کے سامنے پیش کرتے جو یتیموں کے شخصی مال سے تیار کیا جاتا۔ چونکہ اس غلط رویہ سے ان کے دل و دماغ پر غلط اثرات مترتب ہوتے تھے اور اکثر اوقات تو یتیموں کے سر پرست بھی ان حالات سے غمگین ہوتے تھے۔

لہذا کچھ لوگ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس طرز عمل کے بارے میں سوال کیا۔ تو ان کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی

”يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَتَامَىٰ قُلْ اَصْلَحْ لَهُمْ خَيْرًا وَّ اَن

تَحْطَوْهُمْ فَاَوْفُوا لَهُمْ وَلَوْ شَاءَ اَللّٰهُ

لَاَعْنَتَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ“

اس آیت کے نازل ہونے سے مسلمانوں کے لئے یہ جواز پیدا ہو گیا کہ اگر وہ لوگ اصلاح اور بھلائی کا قصد رکھتے ہیں تو اپنے اموال کے ساتھ مخلوط کر لیں تاکہ ان کے اوپر برے اثرات مترتب نہ ہونے پائیں۔

البتہ یہ صورت اس وقت پیش آئے گی کہ جب کوئی شخص ولایت فقیہ کا قائل نہ ہو اور مجتہد جامع الشرائط موجود نہ ہو تب یہ بات مومنین پر لازم ہے۔ اور اگر وہ لوگ (مومنین) نہ ہوں تو مومنین میں سے جو فاسق ہیں ان پر لازم ہے

لیکن اگر وہ ولایت فقیہ (ولی امر) کا قائل ہو اور معاشرہ اسلامی میں زندگی بسر کرتا ہو اور ملک کا نظام بھی قوانین اسلام اور ولی امر کے حکم کے مطابق چلتا ہے۔ جیسا کہ خدا کے فضل سے اسلامی جمہوریہ ایران کا نظام ہے کہ اس کے عہدہ داران ہر شخص کی صلاحیت کے مطابق یہ ذمہ داری سپرد کرتے ہیں اور لوگوں پر لازم ہے کہ اس کو انجام دیں۔

یتیم کی تربیت

رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

”سَبْعُ خِصَالٍ مِّنْ عَمَلٍ يُّهَيِّجُ مَنَاقِبَ حَشْرَةِ الشَّيْطَانِ

الْبَنِينَ وَالصَّالِحِينَ وَالشُّهَدَاءَ وَالصَّالِحِينَ فَقِيلَ

وَمَا هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ مَن زَوَّرَ حَاجِبًا وَامَّا

مَلْعُومًا وَرَبِي يَتِيمًا وَصَنِيًّا ضَالًّا وَطَعَمَ جَائِعًا وَلَبَّحًا

عُطْشَانًا وَصَامَ فِي يَوْمٍ حَرٍّ مَشْرِيْدًا“ ۱

میری امت میں سات امور کو انجام دینے والے کو خداوند عالم

انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ محشور کرے گا۔

سوال کیا گیا یا رسول اللہ وہ امور کیا ہیں؟

آنحضرت نے فرمایا:

جو شخص کسی کو حج کے لئے بھیجے، فریاد کرنے والے کی مدد کرے، یتیم کی پرورش کرے، گمراہ کو راہ راست پر لگادے، بھوکے کو کھانا کھلائے، پیاسے کو سیراب کرے، سخت گرمی کے دن میں روزہ رکھے۔

یتیم کی تربیت ایک امر ضروری اور سخت وظیفہ ہے، نیز معاشرہ میں بقا، ضرر کا سبب ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ کوئی بچپن کی تربیت کے اثرات کا منکر ہوگا یتیم کی روشن فکری اور شخصیت کے پینے کے لئے ہم کو چاہیئے کہ اس کے احترام کے ضمن میں اس کی احتیاج کو حکیمانہ اور پسندیدہ کردار کے ساتھ انجام دیں۔ اور اسلامی اخلاق و کردار سے اس کو آراستہ کریں اور اس کی ترقی و استعداد کے اسباب کو فراہم کریں اور کہنے سے پہلے ہم کو چاہیئے کہ اپنے شائستہ اعمال کو اس کے لئے نمونہ اور اپنے کو بہترین مربی بنائیں۔

۱۔ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ زبان کے علاوہ دوسرے وسائل سے لوگوں کو نیکی کی طرف بلاؤ تاکہ لوگ تم سے اچھائیاں اور نیکیاں دیکھیں اور مشق بنائیں اصول کافی ج ۱ ص ۱۳۷۔
الحیاء ج ۱ ص ۱۳۷۔

عملی تربیت بچوں کی زندگی میں زبانی تربیت سے زیادہ موثر ثابت ہوتی ہے اور بچہ اپنی تقلیدی صلاحیتوں کی بنا پر ان امور کو بخوبی انجام دے سکتا ہے ہم کو اپنے بچوں اور یتیموں کے درمیان کسی قسم کا فرق اور امتیاز روا نہیں رکھنا چاہیئے اور نہ اپنے بچوں کو یتیموں پر ترجیح دینا چاہیئے۔

انہیں وسائل و اسباب کے ذریعہ جس سے اپنے بچوں کی روشن فکری و تربیت اور سعادت مندی و خوش بختی تک پہنچانے میں استفادہ کرتے ہیں یتیموں کے لئے بھی انہیں وسائل کا استعمال کرنا چاہیئے، ایسا نہ ہو کہ امکانات کے مفقود ہونے کی وجہ سے ایک یتیم بچے کی استعداد ختم ہو جائے۔

امام علی علیہ السلام اس سلسلہ میں ارشاد فرماتے ہیں:

«ادب الیتیم ما تودب منه ولدک و اضربہ مما

تضرب منه ولدک۔ ۱

یتیم کی تربیت اسی طرح کرو جس طرح اپنے لڑکے کی تربیت کرتے ہو۔ اور جس چیز سے جس طرح سے اپنے بچے کو مارتے ہو اور سزا دیتے ہو (تربیت و پرورش کے سلسلہ میں) اس (یتیم) کی بھی تادیب کرو

خواجہ نصیر الدین اخلاق ناصری میں باب چہارم کے دوسرے مقالہ میں تحریر فرماتے ہیں:

”سب سے پہلی چیز بچے کی تادیب کے لئے یہ ہے کہ بری صحبتوں اور کھیل کود کے ماحول سے جدا رکھیں جس سے انسان کا اخلاق مجروح ہوتا ہے۔

اس کے بعد دین کے احکام، وظائف اور سنتوں کو سکھائیں اور اس کو ان احکام کی پابندی سے انجام دہی پر ترغیب دلائیں پابندی و مواظبت سے امتناع پر اس کی تادیب کریں۔“

تنبیہ اور اس کے مرحلے

ہم کو تنبیہ اور توبیخ کے ذریعہ تربیت کے مقاصد حاصل کرنا چاہیئے اس سلسلہ میں ہم آپ کی توجہ ڈاکٹر علی قاضی کے قول کی طرف مبذول کرنا چاہتے ہیں:

”آپ کے بچے جن موارد میں لغزش کے مرتکب ہوں ممکن ہے ان میں تنبیہ کی ضرورت ہو، اس کی تنبیہ کے سلسلے میں کوئی نہ کوئی اقدام ضرور کرنا چاہیئے۔

۱۔ تنبیہ سے پہلے مختلف موارد میں ایک امر کے سلسلے میں ان مراحل کو طے کرنا چاہیئے، آگاہ کرنا، تذکرہ دینا، گزشتہ باتوں کو یاد دلانا، ملامت کرنا، قہر و تہدید سے کام نہ لینا۔

۲۔ تنبیہ کی مقدار اس کے جرم و انحراف کے مطابق ہونا

چاہیئے، ہمیشہ بچے کی پشت یا ران پر نہیں مارنا چاہیئے اور اس حد تک نہ مارے کہ بچہ کی پشت سرخ ہو جائے مگر یہ کہ بچہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوا ہو، اس صورت میں تادیب کے شرائط و ضوابط مختلف ہونگے

۳۔ جس وقت بچہ اپنے کو لاوارث تصور کرے تو ضروری ہے کہ اس وقت تنبیہ نہ کریں فقط ڈانٹ ڈپٹ ہی پر اکتفا کریں۔

۴۔ تنبیہ اس طرح نہیں ہونا چاہیئے کہ بچہ یہ تصور کرنے لگے کہ اگر اس کا باپ زندہ ہوتا تو وہ مار نہ کھاتا اور ایسی مارتوں کہ جس کو تادیب کے دائرہ سے خارج نہ سمجھا جائے۔

۵۔ یاد رہے کہ تنبیہ اس وقت موثر ثابت ہوگی کہ جب بچہ خود بھی اس کام کو قبیح اور ناپسندیدہ سمجھتا ہو ورنہ مارنے کی عادت یا مذاق و مسخرہ کے ساتھ تنبیہ کرنا کسی درد کی دو اثابت نہ ہوگا۔

۶۔ تنبیہ و توبیخ کے تھوڑی دیر بعد اس کا دل بہلانے

کی کوشش کرنا چاہیے اور اس کے ساتھ مہر و محبت سے
پیش آنا چاہیے۔

میں یہاں ایک چیز کا اور اضافہ کرتا ہوں اور وہ یہ کہ تنہائی میں تو بیخ
کرنا چاہیے نہ لوگوں کے درمیان اور تنبیہ کے وقت اس کو یہ بھی سمجھانا چاہیے
کہ یہ فلاں کام کی سزا ہے۔ لیکن تنبیہ اور تو بیخ بھی حد سے زیادہ نہیں کرنا
چاہیے اس لئے کہ اس کا رد عمل بہت بھیانک صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔
کیونکہ زیادہ تنبیہ عناد اور ہٹ دھرمی کی آگ کو مشتعل کر دیتی ہے۔

مولائے کائنات کا ارشاد ہے:

”الافراط فی الملامت تشبہ نیران اللجاج“ ۱۔

سرزنش میں افراط و زیادتى لجاجت کی آگ کو بھڑکاتی ہے۔

دوسری حدیث میں آپ کا ارشاد ہے:

”ایاک ان تکرر العتب فان ذالک یغری بالذنب ویصون بالغیب“ ۲

توبیخ کی تکرار سے پرہیز کرو اس لئے کہ ملامت اور سرزنش کی تکرار
گنہگار کو گناہ کرنے پر جبری اور ملامت کو بے اثر بنا دیتی ہے۔

۱۔ تحف العقول ص ۸۴۔

۲۔ غرر المحکم ص ۲۷۸۔

محبت و مہربانی

”تَحَنُّنًا عَلٰی اَیْمَامِ النَّاسِ کَمَا یَتَحَنَّنُ عَلٰی اَیْمَامِکُمْ“ ۱

پرائے یمموں پر اس طرح مہربانی کرو جس طرح اپنے (رشتہ دار)

یمموں کے لئے مہر و محبت کے خواہاں ہو۔

اس عکس العمل کے قانون کے مطابق اگر ہم دوسرے یمموں کے سلسلہ

میں لاپرواہی اور کوتاہی کریں گے تو خدا نہ کرے جب ہمارے بچے بے سرپرست

اور یتیم ہوں گے تو دوسروں کی عطوفت و مہربانی سے محروم ہوں گے

اس کے برعکس اگر ہم معاشرہ کے یتیم بچوں کا خیال رکھیں گے اور دست شفقت

و مرحمت ان کے سروں پر پھیریں گے اور ان کی حوصلہ افزائی کریں گے تو امام

علیؑ کے فرمان کے مطابق ہمارے بچے بھی مورد عنایت و مہربانی قرار

پائیں گے۔

حضرت علیؑ نے ارشاد فرمایا: ”من رعی الایتام رعی فی بنیہ“ ۲

۱۔ اربعین شیخ بہائی جلد ۱ ص ۸۱۔ عیون اخبار الرضا جلد ۱ ص ۲۹۵۔

۲۔ غرر و درر جلد ۵ ص ۱۶۸۔

جو شخص یتیموں کا خیال اور ان کی مراعات کرے گا دوسرے اس کے بچے کی مراعات کریں گے۔

دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا:

«احسنوا فی عقب غیرکم تحفظوا (تحسنوا خ ل) فی عقبکم ہا»

اپنے کفر کردار سے یتیموں کی بہ نسبت ڈرنا چاہیئے اور کوتاہی نہیں کرنا چاہیئے ایسا نہ ہو کہ یتیم بے سرپرست و بے توجہی کی بنا پر بدچلن اور نالائق ہو جائے، اس لئے کہ اگر ایسا کریں گے تو لا محالہ ہمارے بچے بھی اس سے دوچار ہوں گے، اور اگر نوازش و کرم کے بجائے ناشائستہ عمل اور اپنی باتوں کے ذریعہ دوسروں کے یتیموں کی دل آزاری کریں گے تو خداوند عالم ہماری اولاد کو بھی اسی میں مبتلا کرے گا۔

جیسا کہ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے:

«ولغش الذین لو ترکوا من خلفم ذریۃ ضعافا خافوا

علیم فلیتقوا اللہ ولیقولوا قولاً سدیداً» ۲

۱۔ - نبی البلاغہ حکمت ۲۶۴ - سفینۃ البحار جلد ۲ ص ۱۳۷ - بحار الانوار جلد ۲ ص ۱۳۷ -

۲۔ - سورہ نساء آیت ۹ -

اور ان لوگوں کو ڈرنا (اور خیال کرنا) چاہیئے کہ اگر وہ لوگ خود اپنے بعد (نہیں نہیے) نا تو ان بچے چھوڑ جاتے تو ان پر (کس قدر) رحم آتا پس ان کو (غریب بچوں پر سختی کرنے میں) خدا سے ڈرنا چاہیئے اور ان سے سیدھی طرح بات کرنی چاہیئے۔

دوسری بات یہ کہ جب ہم غیروں کے لئے نیکی کریں گے تو ہم کو دنیا میں اس نیکی کا پھل ملے گا اور اگر ہم نہ پاسکے تو ہمارے بچے اس سے ضرور بہرہ مند ہوں گے۔

نمونہ کے طور پر قرآن کریم میں جناب نبوی اور جناب خضر کا واقعہ ملتا ہے:

«وامّا المجدل فکان لغلّامین یتیمین فی المدینۃ و

کان تحتہ کنز لھما وکان ابوھما صالحاً فاما من ربک

ان یبلغا شدھما ویستقرجا کنزھما رحمۃ

من ربک ہا» -

اور وہ جو دیوار تھی (جسے میں نے کھڑی کر دیا) تو وہ شہر کے دو یتیم بچوں کی تھی اور اس کے نیچے ان ہی دونوں لڑکوں کا خزانہ گڑا ہوا تھا۔ اور ان لڑکوں کا باپ ایک نیک آدمی تھا

۱۔ - سورہ کہف آیت ۸۴ -

تو تمہارے پروردگار نے چاہا کہ دونوں لڑکے اپنی جوانی کو بچھیں
تو تمہارے پروردگار کی مہربانی سے اپنا خزانہ نکال لیں۔

تفسیروں میں مرقوم ہے کہ اس مالی و عملی ذخیرہ کی حفاظت (حسب اختلاف
روایات) ان کے اجداد میں سے ایک جد کی نیکی کا ثمرہ تھا، جن کی ساتویں پشت
میں یہ بچے تھے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک روایت منقول ہے کہ جس میں یتیموں
کا مال کھانے کا بیان ہے، فرماتے ہیں کہ خداوند عالم نے یتیموں کا مال کھانے
کے بارے میں دو عقوبت کا وعدہ کیا ہے۔

۱۔ عقوبت دنیاوی۔ ۲۔ عقوبت اخروی۔

عقوبت دنیاوی: جو شخص یتیموں پر ظلم کرے گا اور ان کے اموال کو کھائے
یا تلف کرے گا تو اس کے یتیموں پر بھی ظلم ہوگا (یعنی جو کچھ بھی وہ یتیموں کے
ساتھ نیکی کرے گا اس کی موت کے بعد وہی نیکی اس کی اولاد کو نصیب ہوگی۔

ترجیح کی ممانعت

ہم کو اچھی طرح معلوم ہے کہ عدالت کو سبھی دوست رکھتے ہیں اور
ترجیح ایک قسم کا ظلم ہے، لہذا جو شخص کسی یتیم کی پرورش اپنے گھر میں کرتا

ہے اور اس کا منکفل و سرپرست ہوتا ہے اس کو اپنے بچوں اور یتیموں میں
کوئی امتیاز نہیں رکھنا چاہیے۔ خوراک و پوشاک اور مہربانی و محبت وغیرہ
کے لحاظ سے دو بچوں میں سے کسی ایک کو ترجیح دینا جب کہ ان کے درمیان
کوئی امتیاز بھی نہ ہو۔ اس قسم کے ظلم سے حتی الامکان پرہیز کرنا چاہیے۔
ورنہ بچہ کے دل میں تفرقہ پر دازی و اختلاف انگیزی، بدبینی و خشم ناک، کینہ،
حسد وغیرہ جڑ پکڑے گا اور اس یتیم کی نظروں سے سرپرست کی عزت جاتی رہے
گی اور مستقبل میں اس کا بہت برا نتیجہ برآمد ہوگا۔

اس کے برعکس سادات کی رعایت اس بات کا باعث ہوگی کہ وہ بچہ
صفات حمیدہ سے آراستہ ہو کہ دوسروں کے حق میں عدل و انصاف سے کام
لے۔ چونکہ انہوں نے عدالت کی شیرینی کا مزہ چکھا ہے لہذا اُسندہ وہ بھی دُروہا
کے حق میں عدالت کو عملی جامہ پہنائیں گے اور ان کے اس کام کا دوسرا نتیجہ
یہ ہوگا کہ جو کچھ ان کے اندر صفات رذیلہ مثل حسد، کینہ، خود خواہی وغیرہ
پوشیدہ ہیں بڑے سے اکھڑ جائیں گے۔

امام محمد باقر علیہ السلام کا یہ قول درس آموز ہے :

« وَاللّٰهُ لَا صَانِعَ بَعْضٍ وَلَدِيْ ، وَاجْلِسْ عَلٰی فَخْزِيْ وَاکْثِرْ

لَهُ الْمَحَبَّةَ ، وَاکْثِرْ لَهُ الشُّكْرَ ، وَانِ الْحَقَّ لِغَيْرِهِ مِنْ وَلَدِيْ وَ

لٰكِنْ مَحَافِظَةً عَلَيْهِ مِنْهُ وَمِنْ غَيْرِهِ ، لِئَلَّا يَصْغُوْبَهُ مَا فَعَلَ

یوسف اخوتہ، وما انزلت سورة يوسف الا مثلاً،

لثلاثي محسن بعضاً بعضاً كما حسن يوسف اخوتہ وبلغوا عليه

میں کبھی اپنے کسی فرزند سے دکھاوے کی محبت کرتا ہوں اور اس کو اپنے زانو پر بٹھاتا ہوں، اور اس سے محبت کرتا ہوں اور اس کو گو سفند کا گوشت اور شکر کھلاتا ہوں اس کے باوجود کہ میں جانتا ہوں حق دوسرے کے ساتھ ہے۔ لیکن اس عمل کو صرف اس وجہ سے انجام دیتا ہوں تاکہ دوسرے فرزندوں کے خلاف کوئی تحریک نہ ہو اور جیسا کہ یوسف کے بھائیوں نے یوسف کے ساتھ کیا وہ ان میں سے ایک دوسرے کے ساتھ کریں گے۔

یتیموں کے ساتھ نیکی اور احسان کرنا

خداوند عالم کلی طور پر احسان و نیکی کاری کی مدح و ثنا کرتا ہے:

”واحسنوا ان الله يحب المحسنين“

۱۔ سورہ بقرہ آیت ۱۷۵۔

اور نیکی کر خداوند عالم نیکی کاروں کو دوست رکھتا ہے۔

خداوند عالم دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے:

”وسنزي المحسنين“۔ ہم نیکی کاروں کی نیکی کا ثواب بڑھائیں گے۔

خداوند عالم ایک اور جگہ پر ارشاد فرماتا ہے:

”ان الله يامر بالعدل والاحسان وابتائى ذى القربى“

بے شک خداوند عالم انصاف اور (لوگوں کے ساتھ) کچھ نیکی کرنے اور قربت داروں کو (کچھ) دینے کا حکم کرتا ہے۔

قرآن کریم میں ایک جگہ اور آیا ہے:

”واحسن كما احسن الله عليك“

جس طرح خدا نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے تو بھی اوروں کے ساتھ احسان کر۔

روایات و احادیث کی رو سے احسان و نیکی کاری انسان کو بلا مصیبت سے محفوظ رکھتی ہے، اور ہر کار خیر صدقہ دینے کے حکم میں ہے۔ جو لوگ اس

۱۔ سورہ بقرہ آیت ۱۷۵۔

۲۔ سورہ نحل آیت ۹۰۔

۳۔ سورہ قصص آیت ۳۶۔

دنیا میں اچھے کام انجام دیتے ہیں و آخرت میں نیکو کاروں کے ساتھ ہوں گے، اور جو افراد دوسروں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتے وہ آخرت میں برے کام کرنے والوں میں شمار کئے جائیں گے اور اچھے کام کرنے والے اور محسنین سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔

یتیموں کے ساتھ نیک برتاؤ

قرآن کریم اس مسئلہ کی دو جگہوں پر یاد دہانی کرتا ہے اور فرماتا ہے:

«وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ»

قربت داروں اور یتیموں اور محتاجوں کے ساتھ احسان کرو۔

یہی مضمون سورہ بقرہ کی آیت ۸۳ کا بھی ہے اور روایات اس سلسلہ

میں بہت زیادہ ہیں۔

نبی اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

«مَنْ أَحْسَنَ إِلَى يَتِيمٍ، وَنَيْمَةٍ، كُنْتُ وَآلًا وَهَوَّ

۱۔ سورہ نساء آیت ۳۶۔

فِي الْجَنَّةِ كَمَا تَبْنَ ۱۔

جو شخص یتیم بچے یا بچی کے ساتھ نیک کرے گا وہ اور میں جنت میں دو انگشت (ہمسایہ) کی طرح ہوں گے۔
حضرت علیؑ نے فرمایا:

«مَنْ أَحْضَرَ الْيَتِيمَ»

سب سے بہترین اعمال یتیموں کے ساتھ نیک کرنا ہے۔
منقول ہے:

«بَرٌّ ذُو آيَاتٍ مِّمَّكُمْ وَوَسَلُوا فُقَرَاءَكُمْ»

یتیموں کے ساتھ نیک کرنا اور محتاجوں کے ساتھ مواسات کرنا اور ان کو اپنی زندگی کا شریک قرار دینا۔

واضح رہے کہ یتیموں کے ساتھ نیک کرنے کے بہت سے طریقہ ہیں اور سب سے اچھا طریقہ ان کی تعلیم کا بندوبست ہے، یہ بات تاریخی لحاظ سے قابل بحث ہے۔ پیغمبر اکرمؐ ایک دن نماز عید فطر یا عید قربان کے لئے

۱۔ کنز العمال جلد ۳ ص ۱۷۱۔

۲۔ غرر و درر در آمدی جلد ۳ ص ۴۴۔

۳۔ غرر و درر در آمدی جلد ۳ ص ۲۶۷۔

تشریف لے جا رہے تھے۔ آپ نے دیکھا کہ بچے آپس میں کھیل کود رہے ہیں اور خوشحال ہیں لیکن انہیں کے پاس ایک بچہ پرانا لباس پہنے کھڑا ہے اور گریہ و زاری کر رہا ہے۔ آنحضرتؐ اس کے قریب پہنچے اور فرمایا: "کیوں رو رہے ہو اور بچوں کے ساتھ کیوں نہیں کھیل رہے ہو؟" بچہ آنحضرتؐ کو نہیں پہچانتا تھا عرض کیا اے شخص آپ کو مجھ سے کیا مطلب؟ میرا باپ اسلام کی فلاں جنگ میں شہید ہو گیا میری ماں نے دوسری شادی کر لی اور ان لوگوں نے میرا مال بھی ہٹ کر لیا ہے اور مجھ کو گھر سے بھی نکال دیا، اب نہ میرے پاس آب و غذا ہے اور نہ لباس ہے نہ گھر نہ کوئی جائے امن جس وقت میں نے بچوں کو خوشحالی کے ساتھ کھیل کود میں محو دیکھا، اور سوچا کہ ان کے باپ ہیں گھر اور ان کا لمبا و ماویٰ ہے تو میری مصیبتیں تازہ ہو گئیں، اس لئے میں گریہ کر رہا ہوں۔ رسول اکرمؐ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ میں تمہارا باپ اور میری بیٹی فاطمہؑ تمہاری خواہر اور علیؑ تمہارے چچا اور حسنؑ و حسینؑ تمہارے بھائی ہوں۔

بچہ نے کہا: یا رسول اللہؐ اس بات سے میں کیوں راضی نہ ہو گا۔ آنحضرتؐ اس کو اپنے گھر لے گئے نیا اور نفیس لباس پہنایا، کھانا کھلایا بچہ خوشحال ہوا یتیم نے جب اپنے کو اس ناز و نعمت میں دیکھا تو پھولا نہ سمایا، گھر سے باہر آیا اور تیزی کے ساتھ کھیل کے میدان میں جا کر کھیلنے لگا۔ جن بچوں نے پہلے

اسے روتے ہوئے دیکھا تھا اس وقت اس کو خوش و خرم دیکھ کر سوال کیا۔ کھوڑی دیر پہلے رونے اور اس وقت سرور و خوشحالی کا سبب کیا ہے؟ یتیم نے جواب دیا: میں پہلے بھوکا تھا اس وقت سیر ہو گیا، برہنہ تھا نیا لباس پہنے ہوئے ہوں، یتیم تھا اس وقت رسول اللہؐ جیسا باپ، فاطمہؑ جیسی بہن علیؑ جیسا چچا اور حسینؑ جیسے بھائی مل گئے ہیں، تو میں کیوں کر خوش نہ ہوں۔ بچوں نے کہا کاش ہم لوگوں کے باپ بھی اس جنگ میں شہید ہو گئے ہوتے اور یہ افتخار ہم کو ملا ہوتا۔

جب تک پیامبرؐ موجود تھے یہ بچہ آنحضرتؐ کی سرپرستی میں زندگی بسر کر رہا تھا۔ جس وقت آپؐ نے داعی اجل کو لبیک کہا اور آپؐ کے انتقال کی خبر بچہ کو ہوئی تو گویا اس پر مصیبت کا آسمان ٹوٹ پڑا گھر سے نالہ و فریاد کرتا ہوا باہر آیا، اپنے سر پر خاک ڈالتا تھا اور کہتا تھا "میں اس وقت یتیم ہو گیا" آپؐ کے بعد بعض اصحاب نے بچہ کی سرپرستی قبول کر لی۔

مشہور ہے کہ حضرت علیؑ علیہ السلام اپنی حکومت و خلافت کے دوران بغیر سواری و زینت کے ساتھ مرکز حکومت میں گشت کیا کرتے تھے، اور ملک میں لوگوں کے بہترین حالات کی فکر میں لگے رہتے تھے اسی اثنا میں ایک بوڑھی عورت کو دیکھا کہ پانی کی مشک اپنے کندھے پر لاد کر بڑی مشکل سے گھر کی طرف جا رہی ہے۔ آپؐ اسی لئے گردش کر رہے تھے تاکہ کسی مظلوم

گھر سے دشنہ، محتاج و یتیم وغیرہ کی مدد کر سکیں۔ آپ نے آگے بڑھ کر شکر کو لیا اور اس عورت کے گھر کی طرف روانہ ہوئے، راستے میں اس کی معاشی زندگی کے بارے میں سوال کیا یہ عورت نے جواب دیا۔

علی ابن ابی طالبؑ نے میرے شوہر کو ایک جنگ پر بھیجا تھا وہ قتل ہو گیا، اب اس کی یادگار چند یتیم بچے ہیں ان بچوں کی سرپرستی میرے ذمہ ہے، میں دوسروں کے گھروں میں کام کرتی ہوں، اس کام کی اجرت سے یتیم بچوں کی خوراک و پوشاک مہیا کرتی ہوں۔ آپ نے گھر کو دیکھتے ہی بیوہ کے غم و اندوہ کا مشاہدہ کیا، اور بچوں کی حالت کو دیکھا کہ وہ بہانہ تلاش کر کے ماں کے آزرہ دل کو اور صدمہ پہنچاتے اور اس کے دل کو خون کرتے ہیں۔ حضرت علیؑ کے دل پر بھی غم طاری ہوا۔ خدا حافظی کر کے گھر پٹے اور ایک بڑے تھیلے کو کھانے پینے کی چیزوں سے بھرا اور یتیموں کے ماتم کدے کی طرف روانہ ہوئے۔ بعض لوگوں نے چاہا کہ خلیفہ وقت سے اس بوجھ کو لے کر اپنی پیٹھ پر لا کر لے چلیں۔ لیکن آپ نے فرمایا: اگر آج تم لوگ میرے بوجھ کو اٹھاؤ گے تو کل روز قیامت کون میرے بوجھ کو اٹھائے گا؟

خلاصہ یہ کہ خود ہی سامان کو اپنے کندھے پر لا دے ہوئے بیوہ عورت کے گھر پہنچے دن الباب کیا، دروازہ کھولا، حضرت علیؑ علیہ السلام اجازت لے

لے کر گھر میں داخل ہوئے، عورت سے پوچھا: تم روٹی پکاؤ گی یا بچوں کو پہلاؤ گی؟ عورت نے آپ کو دعا دیتے ہوئے کہا: میں روٹی پکاؤں گی آپ ہمارے بچوں کو پہلائیں۔ عورت روٹی پکانے کے لوازمات میں منہمک ہو گئی، حضرت علیؑ علیہ السلام بچوں کو پہلاتے اور فرماتے جاتے:

«یا بنتی! جعل علیؑ ابن ابی طالبؑ فی حل»

اے میرے بیٹو! علیؑ ابن ابی طالبؑ کو معاف کر دو۔

عورت نے آٹا گوندھا، تنور کو روشن کیا اتفاق سے پڑوس کی ایک عورت اس کے گھر آئی جو حضرت علیؑ علیہ السلام کو پہچانتی تھی اس سے کہا: وائے ہو تم پر۔ یہ علی ابن ابی طالبؑ علیہ السلام ہیں جو تمام مسلمانوں کے پیشوا اور امام ہیں۔

عورت متحیر و متعجب ہو کر حضرت علیؑ علیہ السلام کے پاس آئی اور کہا: یا امیر المؤمنینؑ میں آپ سے بہت شرمندہ ہوں حضرت علیؑ علیہ السلام نے فرمایا:

میں خود اس بات سے کہ تمہارے اور تمہارے فرزندوں کے سلسلہ میں کوتاہی کی ہے، شرمندہ ہوں، ۱۱

امام خمینیؑ کی نیکی شہیدوں کے بچوں کے ساتھ

بہتر ہوگا کہ ایران کے اسلامی انقلاب کے رہبر امام خمینیؑ کی حیات کا ایک واقعہ قلم بند کر دوں، وہ یہ کہ آپ کے دفتر کے منتظمین میں سے ایک شخص کہتا ہے کہ اٹلی کی ایک عیسائی عورت جس کا پیشہ ٹیچری تھا اس نے سونے کا ایک گلوبند کہ جو اس کی شادی کی یادگار تھا ایک محبت آمیز خط کے ساتھ امام خمینیؑ کی خدمت میں بھیجا۔ امام خمینیؑ دو یا تین سال کی ایک بچی کو اپنے زانوں پر بٹھائے تھے جس کا باپ مفقود الجسد ہو گیا تھا اس بچی سے مشفقانہ انداز میں پیار کر رہے تھے اور دست شفقت بچی کے سر پر پھیر رہے تھے کہ غمزدہ بچی سکڑائی اس وقت امام خمینیؑ نے مذکورہ گلوبند کو اس کے گلے میں ڈال دیا۔ وہ بچی خوشی کے مارے پھولے نہیں سما رہی تھی اور خوش و خرم آپ کے پاس سے باہر چلی گئی۔

یتیموں سے محبت کرنا

۱۔ سرگذشتہای ویرہ از زندگی امام خمینیؑ جلد ۵ ص ۶۸۔

بدبخت، شریر، مجرم، خطرناک معمولاً وہ لوگ ہوتے ہیں کہ جو بچپن اور جوانی میں ماں، باپ کی سچی محبت سے محروم رہتے ہیں۔ ان کے خلاف اچھے نیک کردار خوش دل نیکوکار، خوددار اور صالح وہ لوگ ہوتے ہیں جو بچپن میں والدین کی مہر و محبت کے سایہ میں پروان چڑھتے ہیں اور اپنے وقت کی مانی جانی شخصیت شمار کئے جاتے ہیں، اور اپنے وجود سے دوسروں کو فائدہ پہنچاتے ہیں، دوسروں کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آتے ہیں، اسلام میں بعض لوگوں کے قول کے خلاف کہ: "وہ کہتے ہیں:

«اسلام میں محبت و احسان کو اہمیت نہیں دی گئی کہ جو خوش اخلاقی و خوش مزاجی کا سبب ہے»۔

۱۔ اسلام میں تو سفارش کی گئی ہے کہ یتیموں سے محبت کریں، اور ایسی خالص محبت کریں کہ نہ اس سے (دنیاوی) صلہ کی امید رکھیں، اور نہ لوگوں سے شکریہ کی آرزو اور نہ اس سے کسی دنیاوی چیز کے حاصل کرنے کا مقصد ہی مد نظر ہو۔ محبت صرف اللہ کے لئے ہونا چاہیئے اور یہ بھی ہونا چاہیئے کہ ان کو ناراض کرنا، محبت و پیار سے دوری اختیار کرنا بلا و مصیبت کا سبب ہوتا ہے۔

۱۔ تعلیم و تربیت در اسلام از استاد مطہری ص ۲۱۸۔

ڈاکٹر حسن احمدی کے ذریعہ ہو کہ (انجمن ملی حمایت کو دکان کے شعبہ نفسیات کے رئیس ہیں) پانچ تھو مجرموں کی تحقیق ہوئی ہے جس سے معلوم ہوا کہ سب سے پہلی خطا و گناہ ان لوگوں سے بارہ اور تیرہ سال کی عمر میں سرزد ہوئی اور یہ مصیبت ان کے خاندان میں محبت مہربانی کی کمی کی وجہ سے پیدا ہوئی۔ جرمن کے تخمینہ کے مطابق ہم فیصد مدرسہ میں ناکام افراد وہ ہیں کہ جو پدرانہ شفقتوں سے محروم تھے اور ۲۳ فیصد وہ ہیں کہ جو ماں کی محبت سے محروم تھے۔ ۱۷

علم اخلاق کے بزرگ استاد آیت اللہ مظاہری کہتے ہیں کہ:

اگر تیم بچہ کسی گھر وہ کسی شہر کسی مذہب میں ہو تو تمام لوگوں کو چاہیے کہ اس کے باپ کہ جگہ سایہ فگن رہیں اور عورتوں کو ماں کا کردار ادا کرنا چاہیے تاکہ اسے تیمی کا احساس نہ ہو۔ خدا نہ کرے کہ کوئی اس کے لئے راستے کا کانٹا بنے۔ میں نے اکثر گمراہ و منحرف مذاہب کی تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ یہ لوگ معمولاً صیہونزم کے طریقہ کار کو اپنائے ہوئے ہیں اور ان کا سرچشمہ و منبع صیہونزم ہے۔ یہ انفرادی اور اجتماعی نظر سے، مارکس خود ایک مشکل کا نام ہے اور اتفاق

۱۔ ائین تربیت ص ۱۷۲ -

۲۔ تربیت نسل شہید ص ۱۰۸ -

سے مارکس جس مشکل میں گھرا تھا اسی کا نام رکھ دیا ہے اگر انم۔ اسی لئے اسلام کہتا ہے کہ تیم بچہ کی راہ میں رکاوٹ نہ بنو اور مردوں کو باپ کی جگہ اور عورتوں کو ماں کا کردار ادا کر کے تیموں کی مشکلوں اور سختیوں کو حل کرنا چاہیے۔ ۱۸ اسی لئے پیغمبر اسلام نے ارشاد فرمایا:

”جو شخص بچوں سے مہربانی اور بزرگوں کا احترام نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔“

تیموں سے محبت و مہربانی کرنے کے طریقے

تیموں سے محبت و مہربانی کرنے کے بہت سے طریقے ہیں جس کو اسلام کی ترمینی کتابوں میں دیکھا جاسکتا ہے۔ ہم یہاں چند قوانین و دستورات پیش کرتے ہیں:

اس شخص یا موسسہ کا احترام کہ جس نے تیموں کی ذمہ داری سنبھالی ہے۔ تیموں کی مرغوب غذاؤں کی فراوانی۔ کھیل کود کے مفید سامان کی خریداری و ضرورت کے مطابق روپیہ پیسہ سے ان کی مدد کرنا۔ مصافحہ کرنا، گلے لگانا

۱۔ جہاد با نفس جلد ۱ ص ۷۲ -

۲۔ بحار الانوار جلد ۵ ص ۱۳۷ -

کھا رہی تھیں۔

«بہلا وحق المنتخب الموصیة والقاسم بالسوية والعدل
المقضية بعزل فاطمة الزکوة المرضیة ما کانت»

میں نے کہا اے لڑکیو تم نے جس کی قسم کھائی اور جس کے فضائل بیان
کئے وہ کون ہیں؟

جواب دیا: علی ابن ابی طالب جو علم الاعلام و باب الاحکام ہیں اور
قسیم النار والجنة میں اس امت کی ایک محافظ ہیں۔ میں نے کہا تم نے یہ معرفت کہاں
سے حاصل کی، تو وہ کہنے لگی میں کیونکر ان کو نہ پہچانوں۔ حالانکہ میرے والد
جنگ صفین میں امیر المومنین کے لشکر میں تھے اور شہید ہوئے۔ جس وقت علیؑ
جنگ سے پلٹے ہمارے گھر تشریف لائے اور میری ماں سے فرمایا، اے بیٹیوں
کی ماں تمہارے روزگار کی کیا کیفیت ہے، ماں نے جواب دیا ٹھیک ہے۔
اس کے بعد میری ماں نے مجھ کو اور میری خواہر کو آپ کے پاس حاضر کیا۔ میں
اس وقت شدت مرض کی وجہ سے اندھی ہو گئی تھی، جب حضرت علیؑ نے ہم کو
دیکھا، اہ کی۔ اور فرمایا، ان بچوں کا باپ جو ستمیوں میں ان کا محافظ اور
مسافرت میں اور وطن میں ان کا کفیل تھا اس دنیا سے چلا گیا۔ میرا دل جس
طرح خور و سال نیویں کو دیکھ کر گھبراتا ہے اس طرح کسی اور مصیبت میں
نہیں گھبراتا۔

اس کے علاوہ علیؑ کو میں نے دیکھا کہ جس وقت وہ بیت المال کی تقسیم
کرتے تھے ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ شہر ہمدان و حلوان کے علاقہ سے کچھ
لوگ شہد اور انجیر لائے تھے، آپ ان کو لوگوں کے درمیان تقسیم کر رہے
تھے اور جو کچھ شہد انگلیوں میں لگا رہتا تھا اس کو نیم بچوں کو چٹا کرتے تھے
اور فرماتے تھے:

«ان الامام ابو الیتامی وامننا العقم صلیا برعاية الالکباء»
میں ان نیم بچوں سے ان کے والد کی طرح محبت کرتا ہوں۔
رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:
«کن یتیم کالاب الرحیم»
یتیموں کے لئے ان کے باپ کی طرح مہربان بنو۔
رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:
«ارحم الیتیم واطعمه من طعامک یلن
قلبک و قدرک حاجتک» ۳

۱۔ بخار الانوار جلد ۱۲ ص ۱۲۳۔

۲۔ مشکوٰۃ الانوار ص ۱۶۸۔

۳۔ بیج الفصاحت، ک ۲۷۷۔

یتیموں پر رحم کرو اور ان کے سر پر دست شفقت پھیر داور
اپنے ساتھ کھانا کھلاؤ تاکہ تمہارا دل نرم ہو جائے اور اپنی حاجتوں کو پاؤ۔
حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

”ما من مؤمن ولا مومنة یضع یدہ علی رأس یتیم یتیم
تو حمالہ الا کتب اللہ عز وجل بکل شعرة مرت
یدہ علیہا الحسنہ“

جو مومن اور مومنہ یتیم کے سر پر دست شفقت پھیرتا ہے
خداوند عالم ہر بال کے برابر اس کے نام اعمال میں حسنت لکھتا ہے
حضرت جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

”ما من عبد یمسح یدہ علی رأس یتیم سرحمة له الا
اعطاه اللہ بکل شعرة نوراً یومر القیامة“
جو شخص کسی یتیم کے سر پر دست شفقت پھیرتا ہے خداوند عالم
اس کو روز قیامت ہر بال کے برابر نور عطا کرے گا۔

۱۔ بحار الانوار جلد ۵، ص ۷۱۔ ثواب الاعمال ۱۹۹۔ ثواب الاعمال وعقابھا
از علی محمد دخیل ص ۳۹۱۔

۲۔ بحار الانوار جلد ۵، ص ۷۱۔ المحمۃ البیضا جلد ۳، ص ۳۴۔

پیامبر اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

”احبو الصبیان و ارحمہم بچوں سے محبت کرو اور ان پر رحم کرو۔
اس سلسلہ میں بہت زیادہ حدیثیں موجود ہیں ہم انہیں مذکورہ احادیث
پر اکتفا کرتے ہیں۔

محبت میں افراط

بچوں کی کامل پرورش کے لئے محبت ضروری ہے اس میں کوتاہی
نہیں کرنا چاہیئے، لیکن بچے کی محبت و حمایت میں حد سے تجاوز کرنا بھی
صحیح نہیں ہے اس لئے کہ یہ عمل بچے کو آزاد منش بنانے کا باعث ہوتا ہے،
اور جو کچھ بچے کی سمجھ میں آتا ہے کر بیٹھتا ہے، یہیں سے وہ غلط کاموں کے
انجام دینے کی بھی کوشش کرنے لگتا ہے اور اپنے مقصد کو حاصل کرنے
کے لئے قتل و فساد بھی برپا کرتا ہے، اور ممکن ہے کہ بچہ چاپلوس، چرب زبان

۱۔ بحار الانوار جلد ۵، ص ۱۸۔ مشکوٰۃ الانوار ص ۱۶۷۔ سفینۃ البحار جلد ۲، ص ۳۱۔

امالی مدوق ص ۲۳۲۔ امالی طوسی ص ۲۶۔ المواعظ العددیہ ص ۱۵۳۔ من لایحضرہ الفقیہ

جلد ۲، ص ۲۹۹۔ پنج الخطابہ ص ۲۸۲۔ کتاب المواعظ ص ۲۴۔ مستدرک جلد ۱، ص ۱۴۷۔

ضدی مزاج، بے جا توقع کرنے والا اور صدمہ آور و دل آزار و کاہل ہو جائے۔

لہذا یتیموں کی پرورش و تربیت میں راہ اعتدال و میانہ روی ہونا چاہیئے۔ سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۱۸۸ میں خداوند عالم فرماتا ہے: تم انہیں خیال میں بھی نہ لانا جو اپنی کارستانی پر اترائے جاتے ہیں اور کیا کرایا خاک نہیں (مگر) تعریف کے خواستگار ہیں، پس تم ہرگز نہ خیال کرو کہ ان کو عذاب سے چھٹکارا ہے بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

”بدترین باپ وہ ہے جو کہ فرزند کی بہ نسبت محبت میں افراط و زیادہ روی کرے۔“

ریکونڈ ویج کہتا ہے:

”ہم کو چاہیئے کہ بچے کے سن طفولیت میں جو خطائیں سرزد ہوں اسی پر بچے کو نصیحت کریں کیونکہ یہی وہ رائج ترین خطائیں ہیں جس کی وجہ سے بچہ ضدی، چرب زبان وغیرہ ہو جاتا ہے۔“

بچے کے ابتدائی زمانہ میں بے جا محبت اس کو نافرمان، ضدی ہچاپلوس

ASSOCIATION KHOJA
SHIA ITHNA ASHERI
JAMATE
MAYOTTE

۱۔ تاریخ یعقوبی جلد ۲ ص ۳۳۰۔

و بدبخت بنا دیتی ہے، اور والدین بچے کو نیک بخت و سعادت مند دیکھنا چاہتے ہیں لہذا بے حد محبت کرتے ہیں اور بچے کو رنج و غم حتیٰ کہ تھوڑی سی تکلیف و رنج میں بھی دیکھنا گوارا نہیں کرتے۔ اور بچے جب بتدریج بڑے ہوتے ہیں تو ان کے لئے تفریحات کے ہر مناسب وسائل کو فراہم کرتے ہیں۔ ہاں یہ احساسات بظاہر قابل مدح ہیں، لیکن باطن میں خطرناک اور برے ثابت ہوتے ہیں۔

اس کے لئے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

”تسحب عروامة الغلام فی صغره لیکون حلیمًا فی کبره“

بچوں کو سختیوں اور دشواریوں میں پر دان پڑھانا مستحب ہے تاکہ بڑے ہونے کے بعد حلیم و بردبار بن سکیں اور مشکلات کو برداشت کر سکیں۔“

یتیموں کا احترام

”قال رسول اللہ: اکرم الیتیم و احسن الی جارک“

۱۔ سفینۃ البحار بحث علم۔

تیموں کا احترام کرو اور پڑوسیوں سے نیکی کرو۔

ہماری دوسری ذمہ داری یہ ہے کہ تیموں کا احترام کریں تاکہ یہ عمل اس کی آئندہ زندگی کے لئے خوشگوار ہو۔

قرآن کہتا ہے:

”کَلَّابٍ لَّا تَنكُرُونِ اٰیْتِمٍ ۙ سِرَّكَزْ نَهْنِیْ! بَلْكَهْ تَمْ لَوْكَ اِیْمِیْ كِیْ خَا طَر دَارِیْ نِهْنِیْ كِرْتِهْ ۙ
اس آیت کریمہ میں خداوند عالم جاہلوں کی سرزنش و مذمت کرتا ہے کہ
کیوں تیموں کا احترام نہیں کرتے؟ ان کی مذمت اس لئے نہیں کرتا کہ
کیوں ان کو گر سٹگی، خطرات سے نجات نہیں دیتے؟ اس لئے کہ تیموں کو
صرف معاشی مشکلات کا سامنا نہیں کرنا ہے۔

بچہ جو اس وقت معاشرہ کی بہترین فرد ہے اگر اس کی اچھی تربیت کی
گئی اور دوسروں نے اس کا احترام کیا تو وہ بھی انہیں لوگوں کی اتباع
و پیروی کرتے ہوئے لوگوں کا احترام و اکرام کرے گا اور جہد و جدوجہد
گا کہ اس سے کوئی گناہ و خطا سرزد نہ ہو اور کوشش کرے گا کہ اخلاقِ حسنہ
و شائستگی سے آراستہ ہو۔

حضرت علی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

۱۔ سورہ فجر آیت ۱۷۔

”مَنْ كَرَمَتْ عَلَيْهِ نَفْسُهُ صَانَتْ عَلَيْهِ شَعْوَتُهُ“ ۱۔

جو شخص عزت و شرافت کا حامل ہوگا وہ خواہشات کو ذلیل سمجھے گا۔
مولائے کائنات کا ارشاد ہے:

”مَنْ كَرَمَتْ عَلَيْهِ نَفْسُهُ لَمْ يَضْطَجِبْ لِمَعْصِيَةٍ“ ۲۔

جو شخص روحانی عزت و شرافت کا حامل ہو جاتا ہے وہ اپنے نفس کو گناہوں
کی آلودگی سے آلودہ نہیں کرتا۔

لوگ اگر تیموں کا احترام کرنے کے بجائے ان کی توہین و تحقیر کریں گے
تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ لوگوں سے بدظن و کینہ پرور اور نافرمانی و سرکشی کر بیٹھے۔
اور برے کاموں کو اپنی شخصیت کے منافی نہیں سمجھے گا نتیجہ میں وہ اپنی شخصیت
کو برے کاموں سے بچانے کے لئے اجتناب نہیں کرے گا اور نیک و اچھے
کاموں کے ذریعہ اپنی شخصیت بنانے کی کوشش نہیں کرے گا۔

تحصیل علم

یتیم کو معاشرے کے لئے مفید بنانے کے سلسلہ میں ہم کو چاہیے کہ سیرت

۱۔ پنج البلاغ فیض ص ۱۲۸۳۔

۲۔ غرر الحکم ص ۶۷۷۔

کو ایسا بنائیں جو اس کے عالی مقاصد و منافع و مصالح کا پر تو قرار پائے اور چونکہ ہم نے اس کی تربیت و پرورش کی ذمہ داری کو قبول کیا ہے، لہذا ہم کو امکانات کے مطابق اس کی تعلیم و تفریح کے اسباب بھی فراہم کرنا چاہئے تاکہ خدا کی عطا کی ہوئی استعداد بار آور ہو سکے اور مستقبل میں معاشرہ اس

کے علم و کمال سے مستفید ہو سکے۔ معارف اسلامی میں آیا ہے :

”من انفق درهماً علی طالب العلم فکانها انفق بمثل جبل احد“

جو شخص طالب علم پر ایک درہم خرچ کرے گویا اس نے کوہ احد کے مثل (راہ خدا میں) انفاق کیا۔

طالب علمی کے زمانے دینی تعلیم سے غافل نہیں ہونا چاہئے، بچوں کے بچہ کا دل و ضمیر صاف اور تعلیم اسلام کو حاصل کرنے کے لئے آمادہ رہتا ہے اور اس کے لئے کوئی رکاوٹ بھی نہیں ہوتی، لہذا اس سنہرے موقع سے استفادہ کرنا چاہئے جیسا کہ امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں :

”بادروا اولا دکم بالحدیث قبل ان یسبقکم الیتیم المرجوۃ“

اپنے فرزندوں کو حدیث کی تعلیم دینے میں جلدی کرو قبل اس

۱۔ چہل حدیث شریف منسوب بہ مولائے متقیان ص ۹۔

۲۔ مرجع ایک ایسا فرقہ ہے جو ایمان میں تاخیر کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ دین کا اقرار کرنا ایمان ہے نہ عمل کرنا دین کے قوانین کے مطابق۔

کے کہ مرجعہ (فرقہ) ان کو گمراہ کرے۔

دوسری چیز جس کی بھرپور رکوش کرنا چاہئے وہ عبادت کی تشویق اور تمرین ہے تاکہ عبادت کا صحیح طریقہ سیکھ کر بالغ ہونے کے بعد انجام دے سکے امام حسینؑ یا امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ :

”یترک الغلام حتی یتم له سبع سنین، فاذا تم له سبع قیل له

اغسل وجهک وکفیک، فاذا اغسلها قیل له صل“

حتی یتم له تسع سنین فاذا تمت له علم الوضوء وضرب

علیہ وامر بالصلوٰۃ وضرب علیہا، فاذا تعلم الوضوء

والصلوٰۃ غفر اللہ لوالدیہ انشاء اللہ“

بچہ کو سات سال تک آزاد رکھنا چاہئے، جب سات سال پورے ہو جائیں تو ان کو منہ ہاتھ دھونے کا حکم دیا جائے، اس کے بعد نماز پڑھنے کے لئے کہا جائے پھر اس کو نو سال تک چھوڑ دیا جائے، جب نو سال پورے ہو جائیں تو اس کو وضو اور نماز سکھائیں یہاں تک کہ وضو سیکھ جائے اور اگر نافرمانی کرے تو اس کی تہیہ و تیوج کی جائے اور جب وہ وضو و نماز کو سیکھ لے گا تو خداوند عالم اس کے والدین کو انشاء اللہ بخش دے گا۔

امام حسین علیہ السلام سے منقول ہے :

«اننا امر صبیاً متناً بالصیام اذا کالوا بنی سبع سنین، فان کان الی نصف النصار او اکثر من ذلک او اقل، فاذا غلبهم العطش والفرت افطروا حتی یتعودوا الصوم ولیطقوا فمروا صبیانکم اذا کالوا بنی تسع سنین بالصوم ما اطاقوا من صیام فاذا غلبهم العطش افطروا»

جب بچے سات سال کے ہو جائیں تو ان کو روزہ رکھنے کا حکم دیں۔ وہ نصف روز یا اس سے کم، زیادہ وقت تک روزہ رکھیں جب ان پر تشنگی وضعف کا غلبہ ہو جائے تو روزہ توڑ دیں تاکہ روزہ رکھنے کی عادت ہو جائے، لہذا تم لوگ بھی اپنے بچوں کو نو سال کی عمر سے روزہ رکھنے کی مشق کراؤ، جب تک وہ تحمل کر سکتے ہوں روزہ رکھیں اور جب ان کے اوپر تشنگی کا غلبہ ہو جائے تو روزہ کو توڑ دلیں۔

حوصلہ افزائی اور تہیہ

ایک ذمہ داری سرپرستوں کی یہ ہے کہ جب بچے ممیز ہو جائیں اور نیکیاں، برائیاں، اچھائیاں، خرابیاں، اخلاق حسنہ اور اخلاق رذیلہ سمجھنے لگیں

اور اس وقت اگر ان سے نیک کام سرزد ہوں تو ان کی حوصلہ افزائی کی جائے جیسا کہ آیات و احادیث میں تشویق کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ اور اس کے اثرات و فوائد کسی پرچہ شیدہ نہیں ہیں۔ اور اگر برے و ناشائستہ کام ان سے سرزد ہوں تو نصیحت اور سرزنش کرنا چاہیئے۔

کتاب تدابیر المنازل کے ص ۳۶ پر تحریر ہے کہ:

«ینبغي لقیم الصبی ان یجنبہ مقام مع الاطفال وینکب عنہ

معایب العادات، بالترصیب والترغیب والایتناس

والایماش والاعراض والاقبال بالجہد مرۃ وجالتویخ اخوی،

بیموں کے سرپرستوں کو چاہیئے کہ تیمیوں کو ایسی جگہوں پر نہ

جانے دیں۔ جہاں سے بری عادت دامن گیر ہوتی ہیں اگر

وہ تشویق سے اس بات سے باز رہیں تو تشویق سے ورنہ توجیح سے

ان کو ان باتوں سے باز رکھا جائے۔

اس بات کو میں بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ اچھے اور نیک کام کرنے والے کی مدح اتنی کی جائے جتنے کا وہ مستحق ہے، لیکن حد سے زیادہ تعریف اور مدح کرنا بھی نقصان دہ ہے۔ اور تیم کی حوصلہ افزائی و تشویق کرنے میں دوسروں کی توہین و مخالفت نہ ہوتی ہو۔

عذر قبول کرنا

«فی وصیۃ النبیؐ علیؑ: قال: یا علیؑ من لم یقبل العذر من منصل صادقاً کان اذکاذباً لم یمل شفاعتیؑ»
نبی اکرمؐ نے حضرت علیؑ کو وصیت کی: اے علیؑ جو شخص معذرت خواہ کے عذر کو قبول نہ کرے خواہ وہ معذرت خواہی میں جھوٹا ہو یا سچا، میری شفاعت سے محروم رہے گا۔
امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ:

«ولا یعتذر الیک احدٌ لاقبلت عذرہ وان علمت انہ کاذبٌ»
ہر عذر خواہ کے عذر کو قبول کر لو اگرچہ آپ یہ جانتے ہوں کہ وہ کاذب ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ سر پرست و مربی کو نیم کے امور پر ورش و تربیت میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے اس کی مشکلوں، سختیوں اور دشواریوں کو

۱۔ بحار الانوار جلد ۷ ص ۴۷۷۔ مکارم الاخلاق۔ الدرر اللامعة۔ میزان الحکمة جلد ۷

۲۔ من لایحضرہ الفقیہ جلد ۷ ص ۲۵۵۔

۳۔ بحار الانوار جلد ۷ ص ۱۵۵۔ میزان الحکمة جلد ۷ ص ۱۱۱۔

دور کرنے کے لئے بدل و جان کوشش کرنا چاہیئے اور بچہ کی غلطی و لغزش ہے چشم پوشی کرتے ہوئے اس کے عذر کو قبول کر لینا چاہیئے اس لئے کہ عذر خواہ کے عذر کو قبول کرنا فضیلت و شرافت کی علامت ہے اور اگر عذر خواہی میں دروغگوئی سے کام لیتا ہے تو فراخ دلی کا ثبوت دیتے ہوئے عذر کو قبول کر لینا چاہیئے اور اس کی لغزشوں کے بارے میں لاعلمی کا اظہار کرنا چاہیئے بہت ممکن ہے اس تجاہل عارفانہ سے بچہ پر نیک اثرات مرتب ہوں، اور اپنے قول کا لحاظ کرتے ہوئے ممکن ہے بچہ اس غلطی یا برائی سے پرہیز کرے یا کم از کم اس میں کمی کر دے۔ اور اگر اس سے کہیں کہ تم جھوٹ بولتے ہو مجھ کو اچھی طرح معلوم ہے، تو بچہ جبری ہو جائے گا، ہٹ دھرمی اور ضد میں آپ کی باتوں کو بھی نہیں سنے گا۔ غلطیاں و نافرمانیاں اس سے بھی زیادہ کرنے لگے گا۔

آخر کار یہ سب باتیں اس حد تک پہنچ جائیں گی کہ اس کے ساتھ زندگی بسر کرنا دشوار ہو جائے گا۔ جیسا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا:

اگر کوئی شخص تمہارے داہنے جانب (بیٹھ) کر تمہاری توہین کرے یا تجارت کرے اور بائیں جانب آکر معذرت چاہے تو تم کو اس کا عذر قبول کر لینا چاہیئے
امام علیؑ فرماتے ہیں: «اقبل عذر من اعتذر الیک»

۱۔ بحار الانوار جلد ۷ ص ۱۵۵۔ میزان الحکمة جلد ۷ ص ۱۱۱۔

جو تم سے پوزش اور عذر خواہی کرے اس کے عذر کو قبول کر لو۔

یہاں یہ نکتہ بھی قابل ذکر اور یاد رکھنے کے قابل ہے کہ تغافل اور بچوں سے عذر کو قبول کر لینے کی طرف متوجہ رہنا چاہیے اس لئے کہ وہ ہمارے اس رویہ و طور طریقہ سے اپنی غلط راہ کو تھوڑ کر راہ راست کو اختیار کر لیں گے۔

لیکن اگر کوئی اس رویہ سے غلط فائدہ اٹھا کر برے کاموں کو انجام دیتا رہے تو اس وقت اس کے عذر کو قبول نہیں کرنا چاہیے اور برے کاموں کا تذکرہ اس کے سامنے کر کے مورد مواخذہ و سزا قرار دینا چاہیے جیسا کہ پیامبرؐ کا طریقہ حکم بن العاص کی خلاف ورزی کے سلسلہ میں تھا یا

یتیموں کو ڈانٹنے کی ممانعت

یتیم بچوں کو ڈانٹنے سے پرہیز کرنا چاہیے اس لئے کہ اس سے بچہ رنجیدہ ہوتا ہے اور اس کے لئے مشکلات کا باعث ہوتا ہے۔

خداوند عالم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

”اِیُّمَ الَّذِیْ یُکَذِّبُ جَانِدِیْنِ ۝ فَذَٰلِکَ

۱۔ ناسخ التواریخ حالات امام سجادؑ جلد ۱ ص ۳۷۔

الَّذِیْ یَدِیْعُ الْیَتِیْمَ ۝

(اے پیامبرؐ) کیا تم نے اس شخص (ولید بن مغیرہ) کو دیکھا جو روز جزا کو جھٹلاتا ہے، یہ تو وہی (کم بخت) ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے۔ اور سورہ نضحیٰ میں (خدا) پیامبرؐ کو یاد دلاتا ہے کہ تم یتیم تھے خدا نے تم کو دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھا اور بیابان مکہ میں راستہ کو گم کر دیا تو تمہاری ہدایت و راہنمائی کی اور تم کو تنگ دست دیکھ کر غنی کر دیا پس ان سب چیزوں کا شکر کرو اور یتیموں کو کبھی اذیت نہ دو۔

”فاصا الیتیم فلا تقصر“

یتیموں کے لئے مناسب کام کا تعین

اگر آپ چاہتے ہیں کہ یتیم دوسروں کے جال میں مقید نہ رہے اور ان کے منت و احسان اور انفاق و مدد کا محتاج نہ رہے اور برے دے کار کاموں سے محفوظ رہے تو چاہیے کہ جب وہ کام کرنے کے لائق ہو جائے اور کام کرنا اس کی صحت و سلامتی اور تعلیم و تربیت کے لئے مضر نہ ہو تو ذیل

۱۔ سورہ ماعون آیت ۲۷۔

کی باتوں کا خیال رکھنا چاہیے۔ جیسا کہ خواجہ نصیر الدین طوسی نے اپنی کتاب «اخلاق نامری» میں تحریر کیا ہے:

»بہتر ہے کہ بچہ کی طبیعت کا بغور مطالعہ کریں، عقلمندی اور فراست سے اس بات کا اندازہ لگائیں کہ بچہ کن کاموں کی طرف مائل و راغب ہے تاکہ اس کو اسی کام میں لگائیں، اس لئے کہ تمام لوگ ہر کام کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے، لہذا جو شخص جس کام کی طرف مائل ہو اس کو اسی کام میں لگایا جائے تاکہ جلد از جلد فائدہ حاصل کر سکے۔

اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ تعلیمی سلسلہ کے دوران یا تعطیلات میں مناسب صنعت و حرفت میں اس کو لگایا جائے پھر وہ جس کی طرف مائل ہو اس کے لئے اقدام کریں، اس طرح بچہ کی فعالیت کے لئے زمین ہموار ہو جائے گی۔ اور چونکہ کاموں میں لگانا خود ہی فسادات کی رکاوٹ کا باعث ہے لہذا اس سنہرے موقع کو ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہیے اسی کے ساتھ ساتھ اس کے معاشی حالات میں بھی استقلال پیدا ہو جائے گا اور معاشرہ کی ایک ذمہ داری بھی کم ہو جائے گی۔

اور اس کے شغل کے تعین کے بعد لائق و ذمہ دار مسلمان کے حوالہ کر دینا چاہیے تاکہ وہ فنون میں ماہر ہو جائے، اور جب وہ ماہر ہو جائے تو پھر آلات و وسائل کی جمع آوری میں اس کی مدد کرنا چاہیے تاکہ وہ

خود مستقل طور پر اپنا کام کرنے لگے اور اپنے فنون کو مستقبل میں معاشرہ کے اندر رائج کر سکے۔

یتیموں کی شادی

ازدواج جوان انسانوں کی ضروریات میں سے ہے اگر یتیم حد بلوغ کو پہنچ جائے اور شادی کی احتیاج رکھتا ہو لیکن مالی کمزوری کی وجہ سے وہ پیغمبر کی اس سنت حسنہ پر عمل نہ کر سکتا ہو تو مسلمانوں کو چاہیے کہ شادی لوازمات کو فراہم کریں، ممکن ہے کہ اس سلسلہ میں لاپرواہی و بے توجہی، فتنہ و فساد و تباہی کے غار میں خود کو گرا دے۔

»عن البی: من زوج اخاه امرأة یا نس بها و شیف

عضده و متیریح الیہا من وجہ اللہ من الخور العین

و انکسہ بمن احبہ من الصلیقین من اصل بیت

بنیہ و خوانہ و انکسہ بمن احبہ

جو شخص کسی عورت و مرد کی شادی کے وسائل فراہم کرے تاکہ

۱۔ مکاسب محرمة طبع قدیم ص ۵۷۔

وہ لوگ آپس میں میل و محبت سے زندگی بسر کریں خداوند عالم
تو رعین سے اس کی شادی کرے گا۔ اور اس کو اہلبیت پیامبر
اور دینداروں کا ہم نشین قرار دے گا۔

« قال رسول اللہ: من عمل فی تزویج بین المومنین

حتی جمع بینہما، نزل اللہ الف مائة من الحسنات

وکان لہ بكل خطوة خطاھا، ویکل کلمة کلم بھافی ذالک

عمل سنہ قیام لیلھا وصیام نھارھا،

جو شخص مومنین کی ازدواج میں اس لئے کوشش کرتا ہے تاکہ

وہ ازدواجی زندگی بسر کریں، خداوند عالم ہزار تورات العین سے

اس کی شادی کرے گا، اور اس کام کو انجام دینے میں جتنے قدم

وہ اٹھائے گا، جتنے لفظ وہ زبان پر جاری کرے گا اس کے مقابل

میں ایک سال کی عبادت کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھے

گا کہ جیسے وہ «قائم اللیل و صائم النھار» رہا ہو۔

یتیموں اور ان کے بزرگوں کے لئے دعا کرنا

جس وقت جعفر طیار میدان کارزار میں شہید ہوئے اور یہ خبر مدینہ میں

میں پھیل گئی تو پیامبر اکرم جعفر طیار کے گھر کی طرف تیزی کے ساتھ دوڑے
گھر پہنچ کر ان کی بیوی سے فرمایا کہ یتیموں کو لائیں۔ بچوں کو اپنی آغوش میں
لے کر پیار و محبت کیا اور جعفر طیار کے بچوں کے لئے دعا کی۔

مناسب ہے کہ ہم بھی یتیموں اور شہیدوں کے لئے دعا کریں۔

خداوند! شہداء کے بچوں کو اجر جزیل اور صبر جمیل عنایت فرما۔

خداوند! نیکو کار اور بہترین انسانوں کو یتیموں کی امداد کی توفیق عنایت فرما۔

بارالہ! ان لوگوں کو شعور عطا فرما کہ جو یتیموں کی خود سازی اور تحصیل علم

میں مدد کریں۔

اور بہت سے علماء بزرگ و عظیم الشان اور دین شناس باوجودیکہ

یتیم تھے لیکن اپنی جدوجہد، کوشش و مطالعہ کی وجہ سے بلند ترین مقام پر

پہنچے ہیں۔

پروردگار! ان کو ایسے راستے پر گامزن فرما کہ جس میں نیری خوشنودی ہے۔

خداوند! ان کو با عظمت و با عزت اور نیکو کار قرار دے تاکہ وہ لوگ

یتیموں کی بچپن میں خدمت کریں اور ان کی راہ میں کسی قسم کی

رکاوٹ نہ بنیں۔

۱۔ جیسے امام خمینی رحمہ اللہ طباطبائی رحمہ اللہ وغیرہ۔۔۔۔۔

خدایا! ان کو اپنے دینی وظائف اور اجتماعی ذمہ داری سے آشنا فرما۔
 خدایا! ان کے والدین کو غریقِ رحمت فرما اور یتیموں کو نیک کام کرنے
 کی توفیق مرحمت فرما جس سے ان کے گزشتگان خوش رہیں۔

”اٰمَن يٰ اَرْبَ الْعٰلَمِيْنَ“

روایات کی رو سے یتیموں کی خدمت کے آثار

- ۱۔ جو لوگ یتیموں کے حقوق ادا کرتے ہیں ان کا شمار عقلمند افراد میں ہوتا ہے۔
- ۲۔ یتیموں کی دل جوئی و توصلہ افزائی کرنا شیعہ ہونے کی علامت ہے۔
- ۳۔ یتیموں کے ساتھ نیکی کرونا کہ تمہاری اولاد کے ساتھ بھی نیکی کی جائے۔
- ۴۔ سب سے بابرکت وہ دسترخوان ہے جس پر یتیم کھانا کھائے اور جس دسترخوان پر یتیم کھانا کھاتا ہے شیطان اس دسترخوان کے قریب نہیں جاتا۔

۱۔ وسائل الشیعہ جلد ۱ ص ۱۴۹۔

۲۔ تحف العقول ص ۳۹۵۔

۳۔ نہج البلاغہ، حکمت نمبر ۲۶۴۔

۴۔ کنز العمال جلد ۳ ص ۲۰۹۔

۵۔ جو لوگ اپنے گھر میں یتیم کی پرورش کرتے ہیں اور ان کو تکلیف و آزار
 سے محفوظ رکھتے ہیں اور ان کی ضروریات کو پورا کرتے ہیں ان کے
 اعمال مقبول ہیں۔

۶۔ جو شخص یتیم پر رحم کرتا ہے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتا ہے اور اپنے ساتھ
 کھانا کھلاتا ہے اس کا دل نرم ہو جاتا ہے۔

۷۔ ہر شخص یتیم پر رحم کرتا ہے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتا ہے ہر بال کے برابر
 جو اس کے ہاتھ کے نیچے سے گزرتا ہے، نیکیاں لکھی جاتی ہیں، بعض
 روایتوں میں ہے کہ ہر بال کے برابر روز قیامت اس کو نور عطا کیا جائے گا۔

۸۔ دار الفرح بہشت میں ان کی مخصوص جگہ ہے جو لوگ یتیموں کے ساتھ نیکی
 و مہربانی سے پیش آتے ہیں۔

۹۔ جو شخص کسی یتیم کو سیر کرے اور اس سے باپ کی طرح پیش آئے تو ہر
 سانس کے عوض جو کہ دنیا میں لیتا ہے جنت میں اس کو قصر عطا کیا جائے گا۔

۱۔ مشکوٰۃ الانوار ص ۱۶۷۔

۲۔ نہج الفصاحتہ ص ۷۱۔

۳۔ کنز العمال جلد ۳ ص ۵۷۔

۴۔ مشکوٰۃ الانوار ص ۱۶۸۔ بحار الانوار جلد ۵ ص ۱۲۷۔

۱۰۔ تین یموں کی سرپرستی کا اجر اس شخص کے برابر ہے جو قائم اللیل اور صائم النہار ہو اور اس کے مانند ہے کہ جو شب و روز تلاوے کر مشغول جہاد رہے۔

۱۱۔ جو شخص کسی یم پر رحم کرتا ہے خدائے متعال کی رحمت اس پر سایہ نکل رہتی ہے۔
۱۲۔ وہ ماں جو کہ اپنے بچوں کی پرورش کرے وہ رحمت خدا کے سایہ میں ہے۔
۱۳۔ یموں کے ساتھ نیکی و احسان کرنے کے نتیجہ میں جس انسان کے ماں باپ گناہ کی آلودگی کی وجہ سے عذاب میں گرفتار ہیں خداوند عالم ان کو نجات دیتا ہے۔

سرپرستوں کے لئے چند باتیں قابل توجہ ہیں

یہ بات مسلم الثبوت ہے کہ اعمال کے قبول ہونے کے شرائط اللہ، رسول اور ائمہ اطہار پر ایمان رکھنا ہے اور تقویٰ و اخلاص.... وغیرہ میں سے ہے۔ بعض چیزوں کی طرف یہاں پر اشارہ کر رہا ہوں اور اسی کے

۱۔ المواعظ العددیہ ۵۵۔ بیچ الفصاحہ ۱۲۳۸۔

۲۔ سفینۃ البحار جلد ۲ ص ۲۱۰۔ بحار الانوار جلد ۲ ص ۲۱۰۔ امالی صدوق ص ۲۲۵۔

کے ضمن میں یموں کے سرپرستوں کو توصیہ بھی کیا جائے گا۔

الف۔ نیت عمل

جن چیزوں کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے ان میں سے ایک نیت بھی ہے۔ اسلام ظاہری عمل پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ عمل کے ظاہری چہرہ کے ساتھ باطنی اخلاص و اسباب اور انجام دینے کے طور طریقہ کو بھی اہمیت دیتا ہے۔

اسی دلیل کی بنا پر پہلی شرط عبادت میں نیت ہے اور عمل کی ارزش و اہمیت اسی سے وابستہ ہے۔ بعض حضرات جیسے آیت اللہ بروجردی وغیرہ نے نیت کو کافی نہیں سمجھا ہے کہ انسان کے نفع کے لئے ہو اور زبان پر جاری ہونے کے ساتھ ساتھ دل میں بھی اس کا حضور ضروری ہے۔

لہذا اگر یموں کی مدد کرنا معاشرہ کی تحسین و آفرین کے لئے ہو یا انسانی عاطفہ کے شوق دلانے کی بنا پر ہو یا ترحم کے احساس کرنے کی بنا پر ہو تو انجام دیں جیسا کہ کینٹ "Kant" کہتا ہے۔

چونکہ تکلیف و قانون وہ اخلاق ہے جس کا سرچشمہ ضمیر ہے اگر اس نے اس کے کمال کو حاصل کرنے کے لئے ان جذبات و اخلاقی قانون کی وجہ سے اسباب کو فراہم نہیں کئے، تو ہمارا عمل ایسا ڈھانچہ قرار پائے گا کہ جس میں روح نہ ہو۔

اس سلسلہ میں ہم چند حدیثوں کا ذکر کرتے ہیں

۱۔ پیامبر اکرمؐ نے اپنے صحابی ابوذر غفاریؓ سے فرمایا:

«یا ابوذہر! لیکن فی کل شیء فیہ حتی فی النوم والاکل»

اے ابوذر ہر کام میں یہاں تک کہ سونے اور کھانے میں بھی نیت لے لیا کرو۔

۲۔ آنحضرتؐ کا ارشاد ہے: «لا عمل الا نیت» یا کل امرء ما نوى

نیت کے بغیر کوئی عمل قابل قبول نہیں۔ یا ہر شخص کے لئے وہی ہے

جس کی اس نے نیت کی ہو (جیسی نیت ویسا اجر)

۳۔ رسول اکرمؐ نے فرمایا: «انما یبعث الناس علی نیا قعم»

لوگ قیامت کے دن اپنی نیتوں اور ارادوں کے ساتھ اٹھائے جائیں گے

۴۔ امام علیؑ نے فرمایا: «النیت اساس العمل»

نیت عمل کی بنیاد ہے۔

۱۔ فلسفہ ارزشباز س م مدرسہ ص ۹۳۔

۲۔ اصول کافی جلد ۱ ص ۷۷۔

۳۔ صحیح بخاری جلد ۱ ص ۷۷۔ نیت المرید ص ۲۷۷۔ کنز العمال جلد ۲ ص ۲۲۷ و ۲۲۸۔

۴۔ شرح شباب الاخبار ص ۲۲۷۔ کنز العمال جلد ۲ ص ۲۱۹۔

۵۔ فہرست غرر الحکم ص ۲۹۸۔

ب۔ خلوص عمل

یتیموں کے سرپرست اور نیکو کار لوگوں کو ہر کام

کرنے سے پہلے اپنے نیک کاموں میں خلوص پیدا

کر لینا چاہیئے، اور کاموں کو فقط اللہ کے لئے اور اس کی رضا و خوشنودی

کے لئے انجام دینا چاہیئے اور کوشش کرنا چاہیئے کہ ان کے تمام اعمال ہر قسم

کے عیوب و آلودگی اور ریاکاری و مکاری سے پاک ہوں۔ اس لئے کہ اگر عمل

کوئی خود نمائی، دکھاوے اور تعریف و تحسین اور لوگوں کی توجہ اپنی طرف

مبذول کرنے کی غرض سے انجام دیا جائے یا نام و نمود کی ہوس کی بنا پر بجالایا

جائے تو بدون شک یہ ریاکاری ہوگی اور اس عمل کی کوئی قدر و قیمت نہ

ہوگی بلکہ یہ عمل باطل ہوگا۔

پیامبر اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

«انما عملت عملاً فاعمل للہ خالصاً۔ لانه لا یقبل من عبادۃ

الاعمال الا ما کان خالصاً»

جب بھی کوئی کام کر د خلوص نیت سے کرو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ

وہی عمل قبول کرتا ہے جو خلوص نیت کے ساتھ بجالایا جاتا ہے۔

اور خداوند عالم سورہ بقرہ میں ایسے ہی عمل کو ہم سے چاہتا ہے جس میں

ریانہ ہو بلکہ اس سے منزہ ہو۔

رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا: «اخلص العمل یجوزک منہ القلیل»

اعمال کو خلوص نیت کے ساتھ بجالاؤ تمہارے لئے تھوڑا بھی کافی ہوگا۔

اگرچہ کم ہو۔

جیسا کہ حکماء نے کہا ہے کہ سب سے بڑی نعمت جو خدا نے عطا فرمائی ہے وہ توفیق ہے اور بہترین شکر اس کے مقابلے میں خلوص و پاک وصاف نیت ہے کہ جس کو خداوند عالم قبول فرماتا ہے۔

اور یاد رہے کہ اگر ریاکاری اور دکھاوے کے لئے دوسروں کو کھانا کھلائیں یا نام و نمود کے لئے لوگوں کے کانوں تک یہ بات پہنچائیں تو خداوند عالم اس کو اہل جہنم کی پلید ترین غذا کھلانے لگا۔

ج۔ عمل کو منت و احسان جتا کر برباد نہ کرو

ممکن ہے ہمارے کام شروع میں خلوص نیت اور اللہ کی خوشنودی کے لئے ہوں لیکن بعد میں کسی آفت کا شکار ہو جائیں، انہیں آفتوں میں سے ایک کا نام احسان جتنا ہے جیسا کہ خداوند عالم سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۲۶۶ میں ارشاد فرماتا ہے:-

اے ایمان دارو اپنی خیرات کو احسان جتانے اور (سائل کو) ایذا دینے کی وجہ سے اس شخص کی طرح اکارت نہ کرو جو اپنا مال محض لوگوں کو دکھانے کے واسطے

خرچ کرتا ہے اور خدا اور روز آخرت پر ایمان نہیں رکھتا تو اس کی خیرات کی مثل اس جکینی چٹان کی سی ہے جس پر کچھ خاک (پڑی ہوئی) ہو، پھر اس پر زور و شور کا (بڑے بڑے قطروں) کا مینہ برسے اس کی (مٹی بہا کے) چکنا چڑا چھوڑ جائے (اسی طرح) ریاکار اپنی اس خیرات یا اس کے ثواب میں سے جو انہوں نے کی ہے کسی چیز پر قبضہ نہ پائیں گے (نہ دنیا میں نہ آخرت میں) اور خدا کا فرد کو بہت کر کے منزل مقصود تک نہیں پہنچا یا کرتا۔

اسی سورہ میں دوسری جگہ آیت نمبر ۲۶۲ میں ارشاد فرماتا ہے:

جو لوگ اپنے مال کو خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور پھر خرچ کرنے کے بعد کسی طرح کا احسان نہیں جتاتے ہیں اور نہ جن پر احسان کیا ہے ان کو ستاتے ہیں ان کا اجر و ثواب ان کے پروردگار کے پاس ہے اور نہ (آخرت میں) ان پر کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

اور اس سلسلہ میں معصومین سے بہت سی حدیثیں منقول ہیں نمونہ کے طور پر کچھ احادیث کو یہاں نقل کرتے ہیں۔

امیر المؤمنین فرماتے ہیں: مَنْ مَنَّ بِمَعْرُوفٍ اَفْسَدَ عِيَالًا

جس شخص نے کار خیر کرنے کے بعد منت و احسان جتا یا اس نے اپنے اعمال کو برباد کر ڈالا۔

امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں:

تمہارا احسان کرنا اس وقت واقعی احسان ہوگا کہ سب سے پہلے تم اس کے انجام دینے میں کوتاہی نہ کرو اور انجام دینے کے بعد منت و احسان نہ جتاؤ..... اور جو شخص لوگوں کے ساتھ نیکی کر کے جتاؤ یا موقع پا کر کہے تو وہ اپنے عمل کو خاک میں ملا دیتا ہے ۱

امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

کچھ لوگ جنت میں نہیں جائیں گے جن میں سے ایک شخص وہ ہے جو لوگوں کے ساتھ نیکیاں کرنے کے بعد منت و احسان جتاؤ ۲

اور یہ بھی جانا چاہیے کہ احسان اس وقت اہمیت رکھتا ہے اور قابل قبول ہے جب اس میں تین خصوصیتیں پائی جاتی ہوں۔ کم شمار کیا جائے، پنہاں و مخفی نہ انجام دیا جائے، بے جھجک اور تیزی کے ساتھ انجام دیا جائے ۳

د- محبوب اور موثر ترین وسائل کے ذریعہ تمیموں کی

مدد کرو

۱۔ بحار الانوار جلد ۱۰، ص ۴۱۱ - ۲۔ قرب الاستاذ ص ۴۲ -

۳۔ خصال ص ۱۲۳ -

خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے: «لن تنالوا البر حتى تنفقوا مما تحبون» (لوگو! جب تک تم اپنی پسندیدہ چیزوں میں سے کچھ راہ خدا میں خرچ نہ کرو گے ہرگز نیکی کے درجہ پر فائز نہیں ہو سکتے۔

اور اسی طرح سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۲۶۷ میں ارشاد فرماتا ہے:

«يا ايها الذين آمنوا انفقوا من طيبات ما كسبتم وما اخرجنا لكم من الارض»

اے ایمان والو! اپنی پاک کمائی اور ان چیزوں میں سے جو کچھ ہم نے تمہارے لئے زمین سے پیدا کی ہیں (خدا کی راہ میں) خرچ کرو۔

اس سلسلہ میں بہت سے واقعات تاریخوں اور تفسیروں میں درج کئے گئے ہیں یہاں بعض واقعات کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

امام زین العابدینؑ کے لئے لوگوں نے کچھ انگور ہدیہ کے طور پر پیش کئے جیسے ہی امامؑ نے تناول کرنا چاہا۔ ایک سائل نے آکر سوال کیا، آپ نے انگور سائل کو دے دیئے ایک شخص نے عرض کی، یا ابن رسولؐ انگور آپ تناول فرمائیں اور سائل کو روپیہ پیسہ دے دیں، آپؑ نے فرمایا کہ تم نے قرآن کی یہ آیت نہیں پڑھی «لن تنالوا البر حتى تنفقوا مما تحبون» (لوگو! جب تک تم اپنی پسندیدہ چیزوں میں سے کچھ راہ خدا میں خرچ نہ کرو گے، ہرگز نیکی کے درجہ پر فائز نہیں ہو سکتے۔ میرے

۱۔ سورہ آل عمران آیت ۸۷ -

نزدیک پیسہ سے زیادہ محبوب انگور تھا لہذا میں نے انگور سائل کے حوالہ کر دیا اور ہم کو حلال مال ہی خرچ کرنا پڑے۔

۵۔ یتیموں پر ظلم کرنے سے پرہیز کرو

یتیموں پر ہر کسی قسم کا ظلم نہیں کرنا چاہیئے، جیسا کہ امام المتقین کا ارشاد ہے:

«ظلم الیتامی والامراء ینزل الفقر یسلب النعم» ۱

یتیموں اور کenzوں (بیواؤں) پر ظلم کرنے سے بلا و مصیبت نازل ہوتی ہے اور نعمتیں سلب ہو جاتی ہیں۔

دوسری حدیث میں ملتا ہے: «من ظلم یتیمًا عاق اولادہ» ۲

جو شخص یتیموں پر ظلم و جور کرے گا اس کے فرزند خود اس کی نافرمانی کریں گے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

«من ظلم یتیمًا سلط اللہ من یظلمہ او علی عقب عقبہ» ۳

جو شخص یتیموں پر ظلم کرے گا خداوند عالم اس پر یا اس کے بیٹوں پر یا

۱۔ معارفی از قرآن ص ۲۲۲ - ۲۔ عزرا الحکم جلد ۲ ص ۴۴۴ -

۳۔ عزرا الحکم و درر الحکم جلد ۲ ص ۶۱۸ - ۴۔ تفسیر عیاشی جلد ۱ ص ۲۲۳ -

یا اس کے بیٹوں کے بیٹوں پر ایک ایسے ظالم کو مسلط کرے گا جو ان پر ظلم کرے گا۔ اور قرآن کریم میں خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے:

«قول معروف ومغفوة خیر من صفت یتبعھا انی واللہ غنی حلیم» ۱

(سائل) نومی سے جواب دینا اور (اس کے اصرار پر نہ جھڑکنا بلکہ) اس سے درگزر کرنا اس خیرات سے کہیں بہتر ہے جس کے بعد (سائل کو) ایذا پہنچے اور خدا ہر نئی سے غنی اور بردبار ہے۔

۶۔ دوسروں کی تشویق

خداوند عالم نے تم کو یتیموں کی سرپرستی کرنے کی توفیق مرحمت فرمائی ہے تو دوسروں کو بھی اس نیک عمل کی تشویق کرو اور چونکہ آپ نے خود بھی اس پر عمل کیا ہے لہذا تمہاری تشویق بھی کارآمد ہوگی۔

اسی طرح وہ لوگ کہ جو یتیموں کی مالی امداد نہیں کر سکتے لیکن گویائی رکھتے ہیں جس کے ذریعہ آیات و روایات کو بیان کر کے صاحبان نعمت اور مال داروں کو اس کار خیر کی تشویق دلا سکتے ہیں تو ان پر لازم ہے کہ اس کام کو انجام دیں تاکہ اپنے وظیفہ اور ذمہ داریوں کو اچھی طرح انجام دے سکیں اور

۱۔ سورہ بقرہ آیت ۲۶۲ -

اس آیت کے مصداق نہ بنیں، «ولا تحاضون علی طعام المسکین» ۱ اور نہ محتاج کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیتے ہیں۔

ز۔ عجب اور خود پسندی سے اجتناب

بعض لوگ خود پسندی اور عجب کی بیماریوں میں مبتلا ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے تھوڑی سی نیکی کرنے کے بعد اس کو بہت زیادہ شمار کرتے ہیں اور خوشی سے پھولے نہیں سماتے، لیکن اسلام نے عجب اور خود پسندی کی ممانعت کی ہے۔ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

«وایاک والاعجاب بنفسک والثقة بما یجک منھا وحب

الاطواء فان ذلک من اوثق قوس الشیطان فی نفسه لیحقق

ما یمکون من احسان المحسنین» ۲

خود پسندی اور عجب سے پرہیز کرو اپنی تعریف کرنے سے بھی اجتناب کرو اس لئے کہ یہ شیطان کے نفوذ کرنے اور تم پر قابو پانے کا بہترین وقت ہوتا ہے، ابلیس خود پسندی کے ذریعہ نیکیوں کو برباد کر دیتا ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ پیامبر نے ارشاد فرمایا: «موسیٰ بن عمران نے شیطان سے کہا: تم مجھے یہ بتاؤ کہ تم کس وقت لوگوں پر مسلط ہوتے ہو اور ان کو گناہ کا مرکب بناتے ہو۔

شیطان نے کہا: جس وقت لوگ عجب و خود پسندی سے دوچار ہوتے ہیں اور اپنی نیکیوں کو زیادہ سمجھتے ہیں اور گناہوں کو حقیر سمجھتے ہیں (اس وقت میں ان پر غالب ہو جاتا ہوں)۔

سماقہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو الحسنؑ سے سنا کہ فرماتے ہیں: «لا تستکثر واکثر الخیر» نیکیوں کو زیادہ شمار نہ کرو اس کے باوجود کہ کار خیر زیادہ انجام دو۔

ح۔ یتیموں کو خوار کرنے سے اجتناب کرو

مسلمانوں کو کوئی حق نہیں ہے کہ یتیموں، مسکینوں اور غریبوں کی توہین و تحقیر کریں اور سورہ ضحیٰ کی آیت نمبر ۹ کی تفسیر اس طرح کی گئی ہے:

«فاما الیتیم فلا تنصر» یتیموں کو حقیر و پست شمار نہ کرو،

رسول اکرمؐ نے فرمایا: «من اذل یتیمًا اذلہ اللہ» ۱

جو شخص یتیموں کو ذلیل و خوار کرے گا خداوند عالم اس کو ذلیل کرے گا۔

لہذا یتیموں کے امور کو اس طرح انجام دینا چاہیے کہ ہمسایوں کو اطلاع بھی نہ ہونے پائے کہ ان کی عزت و آبرو پر اثر پڑے۔

پیامبر اکرمؐ نے فرمایا:

«لَا تَقْفُوا الْفُقَرَاءَ شَيْعَةً عَلَىٰ وَعْتَرَقَهُ مِنْ بَعْدِهِ، فَإِنَّ الرَّجُلَ

مِنْهُمْ يَشْفَعُ فِي مِثْلِ رُبَيْعِهِ وَمِثْلِهِ» ۱۔

علی ابن ابی طالبؑ کے محتاج شیعوں کو اور ان کے فرزندان کو سبک شمار نہ کرو اس لئے کہ ایک شخص ان (غریبوں) میں سے قیامت کے دن قبیلہ ربیعہ و مضر کے لوگوں کی تعداد کے مطابق شفاعت کرے گا۔

۲۔ مشکلات میں فراخ دلی سے کام لینا چاہیے۔

خداوند عالم نے بہت سی آیتوں میں ارشاد فرمایا ہے کہ یتیموں یا ان کے سرپرستوں سے جب کہ وہ ضرورت و حاجت رکھتے ہوں خوش اخلاقی و خوش رفاہی سے پیش آئیں۔

«وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا» ۲ اور لوگوں کے ساتھ اچھی طرح (نرمی) سے باتیں کرنا

۱۔ بحار الانوار جلد ۲۷، ص ۳۵۔

۲۔ سورہ بقرہ آیت ۸۷۔

«وَأَمَّا تَعْرِضُ عَنْ غَنَمٍ بِتَغَاءٍ رَحْمَةً مِنْ رَبِّكَ تَرْجُو صَا
فَقُلْ لَكُمْ قَوْلًا مَبْسُورًا» ۱۔

اور تم اپنے پروردگار کے فضل و کرم کے انتظار میں جس کی تم کو امید ہو (مجبوراً) ان (غریبوں) سے منہ نہ موڑنا پڑے تو نرمی سے ان کو سمجھا دو۔

«وَقُلْ لِعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ بَيْنَكُمْ

إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوًّا مُبِينًا» ۲۔

اور اے رسولؐ میرے (سچے) بندوں (مومنوں) سے کہہ دو کہ وہ (کافروں سے) بات کریں تو اچھے طریقہ سے (محنت کلامی نہ کریں) کیونکہ شیطان تو (ایسی ہی) باتوں سے فساد ڈالتا ہے اس میں تو کوئی شک نہیں کہ شیطان آدمی کا کھلا ہوا دشمن ہے۔

«وَأَمَّا السَّائِلُ فَلَا تَنْهَرْ» ۳ اور مانگنے والے کو جھڑک نہ دو۔

«قُلْ مَعْرُوفٍ وَمَغْفُورٍ خَيْرٌ مِنْ صَدَقَةٍ يَتْبَعُهَا إِذْيٌ» ۴

(سائل) نرمی سے جواب دے دینا اور (اس کے اصرار پر نہ جھڑکنا بلکہ) اس سے درگزر کرنا اس خیرات سے کہیں بہتر ہے جس کے بعد سائل کو ایذا پہنچے

۱۔ سورہ اسراء آیت ۲۸۔ ۲۔ سورہ اسراء آیت ۵۲۔

۳۔ سورہ صفا آیت ۱۔ ۴۔ سورہ بقرہ آیت ۲۶۳۔

راضی بہ رضا اور خندہ پیشانی سے اقدام کرو

خداوند عالم قرآن کریم میں فرماتا ہے:-

(اے رسول) تم کہہ دو کہ تم لوگ خواہ خوشی سے خرچ کرو یا مجبوری سے تمہاری خیرات تو کبھی قبول نہیں کی جائے گی، تم یقیناً بدکار لوگ ہو اور ان کی خیرات کے قبول کئے جانے میں اور کوئی وجہ مانع نہیں مگر یہی کہ ان لوگوں نے خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی کی، اور نماز کو آتے بھی ہیں تو انکسائے ہوئے اور خدا کی راہ میں خرچ کرتے بھی ہیں تو بددلی سے (اے رسول) تم کو نہ تو ان کے مال حیرت میں ڈالیں اور نہ ان کی اولاد (کیونکہ) خدا تو یہ چاہتا ہے کہ ان کو آل و مال کی وجہ سے دنیا کی (چند روزہ) زندگی (ہی) میں مبتلائے عذاب کرے اور جب ان کی جانیں نکلیں تب بھی وہ کافر (کے کافر ہی) رہیں یا

یتیموں کے مال کو لانچ کی نگاہ سے نہ دیکھو

خداوند عالم نے دوسروں کے مال پر حرصوں کی نظر رکھنے سے روکا ہے جیسا

کہ سورہ حجر کی آیت نمبر ۸ میں فرماتا ہے:

«لَا تَمْدُدْ عَيْنَكَ عَلَى مَا مَتَعْنَا بِهِ أَمْثَلًا وَلَا تَتَّبِعْهُ»

اور ہم نے جو ان کفار میں سے کچھ لوگوں کو (دنیا کی) مال و دولت سے ہنال کر دیا ہے تم اس کی طرف ہرگز نظر بھی نہ اٹھانا اور نہ ان کی (بے دینی) پر کچھ افسوس کرنا اور یہ بھی یتیموں کے مال کے سلسلہ میں بہت سخت لہجہ میں بیان کی گئی ہے۔

«إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَى ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ

خَارًا وَمِصْلُونًا سَعِيرًا»

جو لوگ یتیموں کے مال کو ناحق چٹ کر جاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں بس انگارے بھرتے ہیں اور عنقریب واصل جہنم ہوں گے۔

تمام شد

اهم مصادر و ماخذ

- ۱- الف- آئین تربیب ابراهیم امینی انتشارات اسلامی تهران
- ۲- اخلاق از نظر بنیستی و ارزشهای انسانی- محمد تقی فلسفی جلد ۲ بهیت نشر معارف اسلامی
- ۳- اربعین شیخ بهائی
- ۴- اخلاق و معاشرت در اسلام- دکتر علی قائمی- انتشارات امیری- تهران
- ۵- ازدواج در اسلام علی مشکینی- ترجمه احمد عینی
- ۶- اصول کافی کلینی
- ۷- اسلام و محرومین ملل سید کاظم مدرسی، انتشارات برهان- تهران
- ۸- ب- بحار الانوار علامه مجلسی
- ۹- ت- تفسیر مجمع البیان طبرسی
- ۱۰- تفسیر المیزان علامه طباطبائی
- ۱۱- تفسیر نمونه مکارم شیرازی
- ۱۲- تفسیر نور الثقلین عبد علی بن جمعة العروسی الحویزی
- ۱۳- تفسیر برهان سید باشم حسینی بحرینی
- ۱۴- الترغیب والترهیب -
- ۱۵- تربیت نسل شهید دکتر علی قائمی انجمن اولیاء و مربیان جمهوری اسلامی ایران

- ۱۶- تعلیم و تربیت در اسلام شهید مرتضی مطهری- انتشارات الزهراء-
- ۱۷- ج- جهاد با نفس حسین مظاهری- انجمن اسلامی معلمان، قم
- ۱۸- خ- خانواده در قرآن دکتر احمد بشتی- انتشارات طریق القدس
- ۱۹- د- الدرر اللامعه محمد باقر مودت الطبی- چاپخانه حیدری- تهران
- ۲۰- ه- سیفۃ البحار شیخ عباس محدث قمی، انتشارات فراہانی
- ۲۱- ش- شرح شہاب الاخبار- قاضی قضاعی-
- ۲۲- غ- غرر و درر آدمی و شرح فارسی آن چاپ انتشارات دانشگاه تهران
- ۲۳- ق- قصار الجمل علی مشکینی
- ۲۴- ک- کشکول شیخ بهائی-
- ۲۵- ک- کثر العمال علی متقی ہندی
- ۲۶- ک- کودک از نظر وراثت و تربیت، محمد تقی فلسفی، بهیت نشر معارف اسلامی
- ۲۷- گ- گنہان کبیرہ سید عبدالحسین دستغیب شیرازی، کتابخانه مسجد جامع عتیق شیراز
- ۲۸- ه- مستدرک الوسائل میرزا حسین نوری
- ۲۹- م- منشور جاوید قرآن جعفر سبحانی- انتشارات و کتابخانه عمومی ایران زمین اصفہان
- ۳۰- م- مناقب ابن شہر آشوب
- ۳۱- م- مجموعه الاخبار
- ۳۲- م- مشکوٰۃ الانوار- طبرسی-

- ۲۳- المواعظ العددیه - علی مشکینی -
 ۲۴- الحجۃ البیضاء - فیض کاشانی -
 ۲۵- ما و قیم - سید محمد باقر شریف موسوی ہمدانی - انتشارات دارالعلم قم -
 ۲۶- من توجیہات الاسلام - شیخ محمود شلتوت -
 ۲۷- منیۃ المرید - شہید ثانی -
 ۲۸- معارف از قرآن - شہید دستغیب -
 ۲۹- ن، شیخ البلاغہ -
 ۳۰- شیخ الفصاحہ - ابو القاسم پائندہ -
 ۳۱- شیخ الخطابہ - علم الہدی -
 ۳۲- نور الابصار - شبلنجی -
 ۳۳- در مسائل الشیعہ - شیخ حر عاملی - دار احیاء التراث العربی بیروت -
 ۳۴- یم، یم، یا اشکی افتادہ بر کویر - حسین ایرانی - دفتر انتشارات اسلامی والبتہ جامعہ مدرسین قم -
 ۳۵- الیتیم فی القرآن - عزالدین بحر العلوم -

ASSOCIATION KHOJA
SHIA ITHNA ASHERI
JAMATE
MAYOTTE

آنحضرت کا ارشاد ہے :

جو شخص تین تہوں کی کفالت کرے تو وہ ایسے شخص کے مانند
ہے جس نے راتوں کو عبادت اور دنوں کو روزہ میں گزارا ہو
اور شمشیر سے جہاد کیا ہو، بہشت میں وہ اور میں دو بھائیوں کی
طرح رہیں گے جس طرح — یہ انگشت شہادت اور انگشت
وسطی ہیں۔



انصاریان پبلیکیشنز

پوسٹ بکس نمبر ۱۸۷-۳۷۱۸۵

قلم جہوری اسلامی ایران

تیلی فون نمبر ۴۲۷۷۴۱۷